برقی مجلہ

ضربِ اہلسنت

جلد اول

شمارہ نمبر: 4

مدیر

علامہ نوریز نقشبندی

- محبّانِ رسول میلاد مناتے ہیں۔ بجواب ہم میلاد کیوں نہیں مناتے
- آیتِ فرحت پہ اعتراضات کا جائزہ
- جشنِ عید میلاد النبی ﷺ اور شیطانی گروہ
- جشنِ عید میلاد اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ

ہدایۃ الامہ انٹرنیشنل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ

برقی مجلہ ضرب اہل سنت بر گردن اہل بدعت شمارہ نمبر 4

بیاد

فاتح دیوبندیت

محدث اعظم

بدعا

مولانا اشتیاق الرحمٰن

بطرز

قبلہ مناظر اسلام علامہ

ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ

نوریز احمد نقشبندی

نائب مدیر

ابو ساجد خان

مجلس تحقیق

محمد نواز احمد صدیقی

عبد القادر قادری

غلام غوث قادری

جاوید خان رضوی

مجلہ ڈون لوڈ کرنے کے لیے کلک کریں۔ Radd-E-Batil Reaction

مجلہ حاصل کرنے کے لئے وزٹ کریں islamimehfil.com

ناشر: تحریک ہدایۃ الامہ انٹرنیشل

نگارشات

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جا سکتے ہیں۔)

اداریہ مدیر کے قلم سے

قارئین گرامی ! موجودہ دور انتہائی پر فتن ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ عامۃ الناس کو اکابرین ملت کے نظریات سے روشناس کرایا جائے اس بھولی بسری امت کو گزشتی سے پیوستہ رکھنے اور ماضی کی یاد کو حال کی روایات میں ڈھالنے کی ایک اشد ضرورت ہے ۔یہ ضرورت اپنی تکمیل کے لئے گاہ بہ گاہ کسی گسترانہ توفیق کو پکارتی رہتی ہے۔اسی خواہش کی تکمیل کے لئے بندہ ناچیز و ہمنوا حضرات نے اس مجلہ کا اجراء کیا تھا، جس سے الحمد اللہ خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے۔ مگر مصروفیت تلاطم خیز موجوں نے اس جذبے کو دبا دیا اور ہم دنیاوی مصروفیات کی نذر ہو گئے۔ غم عشق کے ساتھ غم روزگار میں مبتلا آدمی بعض اوقات اپنی ذات سے بھی پوشیدہ ہو جاتا ہے، کچھ یہ صورتحال ان اوراق کے راقم کو بھی پیش آئی، مگر بقول شاعر:۔

؎جب دیوراروں سے دھوپ ڈھلی تم یاد آئے

اس لئے ہم دوبارہ سے اس میدان میں پیش قدمی کی سعی کرنے میں مشغول ہیں۔ یہ کاوش دراصل باذوق قارئین کی مذہبی ادب سے مکتوبی رشتہ بحال کرنے کی تمنا کا ثمر ہے۔اور اس تمنا کے درپردہ ہماری گم کردہ میراث سے رشتہ بحال کرنے کی حسرت بھی سانس لے رہی۔یہی تمنا راقم الحروف کی اس خواہش کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئے کہ تاریکی کی عمیق گہرائی میں گری ہوئی امت کی عظمت بحال کیا جائے،اور جہاں کلامی مسائل سے تعرض کیا

جائے، وہی پہ عوامی مسائل پہ بھی قلم کو جنبش دی جائے۔اسی عزم کے ساتھ ہم نے اس ضرب اہلسنت کا تیسرا شمارہ شائع کیا تھا، مگر حالات نے ہمیں دوبارہ اس عمل سے بعد اختیار کرنے پہ مجبور کیا۔ خیر ربیع الاول کی برکات سے مستفید ہونے کے لئے بندہ ناچیز نے دوبارہ کمر کسی اور میلاد نمبر کی اشاعت کا پروگرام بنایا۔یقین کیجئے مضامین کے انبار سے یہ نمبر 300 سے زائد صفحات کا بن رہا تھا، ہم نے صرف چند مضامین کو شامل کیا ہے اور دیگر مضامین وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں گے۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس مبارک مہینہ کی برکت سے اہل اسلام سے مصائب کو دور کرے اور انہیں برکات سے نوازے۔یاد رہے اکابرین امت نے لکھا کہ محفل میلاد کی برکت سے امن رہتا ہے۔اس پہ معترضین ماتھے پہ تیوری چڑھائے معترض ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انہی کی نحوست کے سبب ان برکات سے کامل واکمل طور پہ اجتماعی استفادہ ممکن نہیں ہوتا۔مگر انفرادی طور پہ جو بھی یہ عمل خلوص کے ساتھ سرانجام دیتا ہے، وہ اس عمل کی برکات سے مستفید ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پہ اپنا کرم فرمائے اور اسے استحکام نصیب کرے۔آمین !

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

تَذَاكَرَا رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم وَاَبُوبَكرٍ مِيلَادَهُمَا عِندِی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق میرے پاس اپنے اپنے میلاد کا ذکر کر رہے تھے۔

(معجم الکبیر للطبرانی، حدیث 28؛ مجمع الزوائد، حدیث 14392)

گنبد خضراء تاریخ کے جھروکوں سے

ادارہ

پہلی مرتبہ گنبد کی تعمیر سلطان مصر المنصور سیف الدین قلاوون نے کی۔ سلطان چونکہ مصر سے تھے اور یہ فن تعمیر وہاں بہت مقبول تھا اس لیے سلطان مصر نے جب روضۂ رسول ﷺ پر حاضری دی تو انہوں نے گنبد بنانے کا فیصلہ کیا۔ سلطان نے مصری معماروں کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے اپنے ہنر کو کام میں لاتے ہوئے 678 ہجری بمطابق 1279 میں حجرہ مبارکہ پر سیسہ پلائے ہوئے لکڑی کے تختوں کی مدد سے خوبصورت گنبد بنایا جو لکڑی کے اصل رنگ میں موجود تھا۔ اس وقت یہ 'قبۃالصفراء' کے نام سے مشہور ہوا۔ بعدازاں 1481 میں آتشزدگی کے باعث گنبد مبارک شہید ہو گیا تھا۔ مصر کے اٹھارویں سلطان ابوالناصر سیف الدین الشرف قطبی نے اپنی زیر نگرانی گنبد کی از سر نو تعمیر کروائی، گنبد کی تعمیر میں لکڑی کے ساتھ اینٹوں کا بھی استعمال کیا گیا۔ مزید برآں، اندرونی چیمبر کی متاثرہ دیواروں کو بھی دوبارہ تعمیر کیا گیا اور مزید کسی حادثے سے بچنے کے لیے لیڈ پلیٹ کا استعمال کیا گیا۔ اس وقت اس گنبد پر سفید اور نیلا رنگ کیا گیا تو یہ 'قبۃالبیضاء' یعنی سفید گنبد کہلانے لگا۔

کئی صدیوں تک یہ گنبد عاشقان رسول ﷺ کی آنکھوں میں ٹھنڈک پہنچاتا رہا پھر مختلف حاکم وقت نے اپنے اپنے ادوار میں گنبد کی تزئین و آرائش اور مرمت کا کام کرتے رہے۔ بعدازاں 886 ہجری میں مؤذن آذان کی غرض سے منارہ رئیسہ پر گئے، جو موجودہ

گنبد خضرء سے کچھ فاصلے پر قائم ہے، چونکہ اس وقت مائک وغیرہ کا کوئی نظام نہ تھااور اس وقت مطلع ابرآلود تھا کہ اچانک بجلی منارہ رئیسہ پر گری اور مؤذن بھی شہید ہو گئے۔ دریں اثناء منارہ رئیسہ مسجد نبوی قدیم کی طرف آگرا جس سے آگ لگ گئی ساتھ ہی گنبد کو بھی نقصان پہنچا جبکہ کچھ ملبہ حجرہ اقدس میں گر گیا۔ فوری طور پر تعمیری خدمت انجام دی گئی مگر جب سلطان قلیتبائی کو اس حادثے کا علم ہوا تو انہوں نے 100 معمار فوری مصر سے روانہ کئے۔ سلطان کے حکم سے اس گنبد کو ہٹا دیا گیا اس کی جگہ 892 ہجری میں ایک نیا گنبد تعمیر کیا گیا جو صدیوں تک قائم رہا۔ پھر عثمانی سلطان محمود بن سلطان عبدالحمید خان اول نے قلیتبائی سلطان کا بنایا ہوا گنبد شہید کروا کر از سر نو 1233 ہجری بمطابق 1818 کو نیا گنبد تعمیر کروایا اور 1837 میں عثمانی سلطان کے حکم پر اس پر سبز رنگ کروایا گیا، جسے آج گنبد خضراء کے نام سے ہم جانتے ہیں۔

میلاد کے چنے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"جناب والد فرماتے تھے کہ میں ایام مولود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کھانا پکایا کرتا تھا میلاد شریف کی خوشی ایک سال کچھ پاس نہ تھا کہ کھانا پکواؤں کچھ میسر نہ آیا مگر چنے بھنے وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کیے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد باد ہیں"

(الدر الثمین فی مبشرات النبی، روایات نمبر ۲۲)

محبان رسول میلاد مناتے ہیں بجواب ہم میلاد کیوں نہیں مناتے

علامہ نوریزاحمد نقشبندی

قارئین ! اہلحدیث طبقہ جو دراصل وہابی ہیں، اور انگریزوں کی مہربانی سے اہلحدیث کہلوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے متعلق عجیب کا قسم کا بغض سینے میں پالتے ہیں، انہیں سرکار دوعالم ﷺ کی ذات گرامی سے عجیب قسم کی چڑ ہے، عامۃ الناس میں خود محب رسول کہلواتے ہیں، مگر حضور ﷺ کے ذکر انور کو برداشت نہیں اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پہ امت مسلمہ جو اظہار خوشی کرتی ہے، اس پہ غم وغصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان حضرات کی جناب سے مختلف مواد شائع ہوتا رہتا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی عبدالغفار محمدی صاحب کی کتاب ہم میلاد کیوں نہیں مناتے ہے۔ موصوف نے اس میں حسب عادت وہابیہ حقائق کو مسخ کرنے کی سعی کی ہے۔ ہم نے اس مضمون میں ان کی کتاب کا جائزہ عرض کر دیا ہے۔ ہم نے ان کے اعتراض کو اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے اور کتاب کا صفحہ نمبر بھی عرض کر دیا ہے، کوشش یہی کی ہے اس خلاصہ میں عبارت کو مفہوم مسخ نہ ہو، اور ان کے اعتراض کا تسلی بخش جواب عرض کیا جائے، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو مقبول بنائے۔

میلاد بشر کا ہوتا ہے

اعتراض: میلاد بشر کا ہوتا ہے، نور ذات کا میلاد نہیں ہوتا(ہم میلاد کیوں نہیں مناتے، ص 40)

جواب: ہم اہلسنت رسول اللہ ﷺ کو بے مثل بشر مانتے اور اسی لئے آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتے ہیں، رئیس المتکلمین والفقہاء امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صورت ظاہر بشری ہے حقیقت باطنی بشریت سے ارفع و اعلیٰ ہے یا یہ کہ حضور ﷺ اوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے اور جو مطلقاً حضور ﷺ سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔ قال تعالیٰ قل سبحٰن ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۵، ص ۳۵۶، رضا فاونڈیشن لاہور)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر دواروا ح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف

(فتاویٰ رضویہ ج30 ص710)

صدر الافاضل بدر الماثل حضرت علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اللہ تعالی نے خلق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا ان کو نبی کہتے ہیں، انبیاء علیہم السلام وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالی کی طرف سے وحی آتی ہے۔

(کتاب العقائد، ص ۱۵، مکتبۃ المدینہ کراچی)

یہ آیت مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم صلی علم کی نبوت کا اس طرح انکار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے، انہیں بتایا گیا کہ سنت الہی اسی طرح جاری ہے۔ ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا۔(خزائن العرفان ص 393)

نیز لکھا:

انہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی و نا فہمی ہے۔

(خزائن العرفان ص 807)

ایسے ہی لکھا:۔

یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی جنھوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے؟

(خزائن العرفان ص 493)

غیر مقلدین کو بھی اس بات کا اقرار ہیکہ اہلسنت بشریت کے قائل ہیں، چنانچہ غیر مقلد اشرف سندھو لکھتے ہیں:۔

"قائدین بریلویہ کے فتوی و فیصلہ اور عقیدہ کہ رسول بشر ہوتے ہیں۔

(مقیاس حقیقت ص ۱۲۶)

اس لئے ہم رسول اللہ ﷺ کو بشر مانتے ہیں اور آپ ﷺ کے میلاد کے قائل ہیں۔

اعتراض: اگر رسول اللہ ﷺ کو میلاد منانا ہے تو آپ ﷺ کے متعلق نور ذات کا عقیدہ ختم کرنا پڑے گا (ہم میلاد کیوں نہیں مناتے ص 43)

جواب: آپ ﷺ کی نورانیت بشریت کے ہر گز منافی نہیں۔ دونوں کا اجتماع کسی نص کی مخالفت نہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو نور ماننا آپ ﷺ کے میلاد کا انکار ہے تو یہ اعتراض تو قرآن و سنت پہ ہو گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی نورانیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے ۔ چنانچہ قرآن میں ہے :۔

قد جاء کم من اللّٰہ نور وکتاب مبین "تحقیق تمھارے پاس آگیا اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب"

(پ ٦ سورۃ المائدہ آیت ١۵)

تفسیر روح المعانی میں امام محمود آلوسی علیہ الرحمتہ فرماتے ھیں کہ "قد جاء من اللّٰہ نور ای عظیم و ھونو الانوار والنبی المختار صلی اللّٰہ علیہ وسلم" بیشک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور جو کہ عظیم نور ہے اور وہ نور الانوار نبی المختار ﷺ ہیں۔

(تفسیر روح المعانی ج ا ص ٩٧)

تفسیر صاوی میں امام احمد الصاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "قد جاء من اللّٰہ نور ھو النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و سمی نورا لانہ ینور البصائر و یھد یھا للارشاد ولانہ اصل کل نور حسی و معنوی" بیشک آگیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نود، اور وہ نور نبی اکرم ﷺ ہی ہیں، آپ کا اسم شریف نور اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ دلوں کو نور بصیرت بخشتے ہیں اور ان کو ارشاد فرما کر ہدایت دیتے ہیں کیونکہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل اور بنیاد ہیں۔

(تفسیر صاوی جلد ا)

تفسیر بیضاوی میں امام عبدالرحمن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ '' قد جاء کم من اللّٰہ نور یرید بالنورمحمد ا صلی اللّٰہ علیہ و سلم '' نور سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (بیضاوی)

تفسیر معالم التنزیل میں امام ابو محمد الحسین الفراء البغوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

''بے شک آیا تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور ''یعنی محمد ﷺ''

(تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ ص ۲۳ بر حاشیہ تفسیر خازن)

ان تفاسیر کے معتبر ہونے کا تذکرہ غیر مقلدین اہلحدیث کے امام العصر مولوی میر سیالکوٹی اس طرح کرتے ہیں کہ جملہ تفاسیر معتبرہ کیا معقولی اور کیا غیر معقولی مثل تفسیر کبیر و تفسیر معالم و جلالین و تفسیر فیضی و رحمانی و فتح البیان و جامع البیان و مدارک و سراج منیر و خازن و کشاف و تفسیر ابی السعود و عباسی و بیضاوی و تفسیر ابن کثیر و مظہر ک من الذین کفرو کے معنٰی کفار کے ہاتھ سے خلاصی اور نجات لکھے ہیں۔

(شہادۃ القرآن جلد ا ص ۱۴۸ از ابراہیم میر۔ بحوالہ انوار المحمدیہ صفحہ ۳۹)

قاضی شوکانی غیر مقلد اہلحدیث لکھتے ہیں کہ '' قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین قال الزجاج النور محمد ﷺ '' بے شک آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب، زجاج نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

(تفسیر فتح القدیر)

شرح اسماء الحسنیٰ میں وہابیہ غیر مقلدیہ کے مستند اور محقق مولوی قاضی سیلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین'' اس آیت میں وجود باوجود نبی کریم ﷺ

کو نور بتلایا گیا ہے۔(شرح اسماء الحسنی صفحہ ۱۵۱)اللہ نور ہے اور اُس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا(۱۵۳)

(۵)غیر مقلدین وہابی اہلحدیث کے بزرگ علامہ قاضی محمد سلمان صاحب سلمان منصورپوری لکھتے ہیں۔اسی کا نام مبارک سورۃ مائدہ میں نور بتلایا گیا ہے ''قد جاء کم من اللّٰہ نورو کتاب مبین''۔تفسیر خازن و معالم میں نور کو نبی ﷺ ہی کی ذات بتایا گیا ہے حضور ﷺ ہی وضوح امر ادر نئین نبوت میں نور ہیں اور حضور ﷺ ہی کی تعلیم تنویر قلوب کیلئے نور ہے۔حبیب اللہ ﷺ کی دعائے ذیل پر غور کرو اور دیکھو کہ مجیب الدعوات سے روزانہ کسی شے کا سوال ہے؟کیا ذات سبحانی کسی سوال کا رد بھی فرماتی ہے؟ اللّٰھم اجعل فی قلبی نورا...الٰہی میرے قلب میں نور ہو میری آنکھ میں نور...الخ یہ حدیث مکمل لکھنے کے بعد لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔''کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ''بانت سعاد''میں لکھتے ہیں ''اِنَّ الرَّسُوْلَ نُوْرٌ یُّستَضَآ بِہٖ''

(رحمۃ للعالمین جلد سوئم صفحہ ۲۲۵)

اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:۔

چنانکہ روایت اول ما خلق اللہ نوری بر آن دلالت کے دارد پس

(یک روزہ فارسی ص 11)

غیر مقلد عالم عبد اللہ روپڑی لکھتے ہیں: سورج چاند رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے نور سے چمکتے ھیں۔ (مظالم روپڑی صفحہ 47)

غیر مقلد وہابی عالم نواب وحید الزمان لکھتاھے: اللہ سبحانہ نے تخلیق کرنے کا آغاز نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ (ہدیۃ المھدی جلد 1 ص 56)

غیر مقلدین کے مورخ عبدالرشید عراقی صاحب اپنی کتاب تذکرۃ النبلاء میں 174 نامور اہلحدیث علماء کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان اہلحدیث علماء میں علامہ وحید الزماں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

وحید الزماں کا خاندان حنفی تھا لیکن اپنے بھائی مولانا بدیع الزماں کی صحبت اور حدیث کی کتابوں کے ترجمے کی وجہ سے آپ غیر مقلد (اہلحدیث) بن گئے تھے اور عقائد میں پورے سلفی تھے۔

(تذکرۃ النبلاء، صفحہ 385)

غیر مقلد مولانا داؤد ارشد صاحب مولانا انوار خورشید صاھب کی کتاب حدیث اور اہلحدیث کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

انوار مقلد نے ہدایۃ المستقید کے مقدمہ میں سے میاں نذیر حسین دہلوی، فاتح قادیاں مناظر اسلام ثناءاللہ امرتسری، نواب صدیق حسن خان قنوجی، علامہ وحید الزماں اور حافظ عبداللہ محدث روپڑی کے القابات بھی نقل کئے ہیں۔ بلاشبہ یہ ہمارے اسلاف تھے۔"

(حدیث اور اہل تقلید، ج 1، صفحہ 162)

جلال الدین قاسمی لکھتے ہیں :۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا وحید الزماں صاحب کی زندگی کے کئی ادوار میں ان کی زندگی کا پہلا دور شیعیت کا ہے بعد میں وہ شیعیت سے تائب ہو کر اہل حدیث ہو گئے۔

(احسن الجدال ص 50)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں :۔

مولانا وحید اکثر ماں اور بدیع الزماں کے علاوہ بھی متعدد اہل حدیث علماء نے کتب حدیث کے اردو ترجمے کئے ہیں۔

(شمس الحق خیر آبادی، حیات وخدمات ص38)

اسحاق بھٹی لکھتے ہیں:۔

یہاں یہ عرض کر دیں کہ نواب وحید الزمان کے آباواجداد حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے خود نواب صاحب کا مسلک بھی یہی تھا۔اس کے بعد انھوں نے حدیث کی کتابیں پڑھیں اور محمود مطالعہ کی روشنی میں مسائل پر غور کیا تو مسلک اہل حدیث اختیار کر لیا۔

(برصغیر کے اھل حدیث خدام قرآن ص668)

یحییٰ گوندلوی لکھتے ہیں:۔

تصنیف وتالیف کے سلسلہ میں حضرت میاں صاحب دہلوی کے تلاندہ میں جن علمائے اہل حدیث نے اشاعت اسلام، خدمت حدیث اور شرک وبدعت کی تردید میں گراندو علمی خدا میں خدمات انجام دیں ان میں مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) مولانا محمد سعید بناری(۱۳۲۴ھ) عظیم محدث مولاناوحید الزماں حیدرآبادی(م۱۳۳۸ھ)

(عقیدہ اہلحدیث، مقدمہ،)

غیر مقلد وہابی مذہب کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی کہتے ھیں :آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور اور اس کے ذات کی تجلی ھیں۔

(نفح الطیب ص60)

ظہیر امن پوری لکھتے ہیں:۔

جو لوگ سلف صالحین پر اعتماد نہیں کرتے، نصوص شرعیہ اور ائمہ کی متفقہ تصریحات کے خلاف تاویلات کرتے ہیں، ان کی بات عقیدہ عمل میں حجت کیوں کر ہو سکتی ہے؟ حق سلف صالحین میں منحصر ہے، وہ علم و تقوی میں فائق تھے، ہر ایک کی بات کو سلف پر پیش کیا جائے گا، اگر ان کے موافق ہے تو قبول..

(وسیلہ کی شرعی حثیت ص4)

اس لئے ہم نے قرآن و سنت کے ساتھ اسلاف اور علماء اہلحدیث کے اقوال بھی پیش کر دیئے ہیں۔ لہذا جناب کے نزدیک نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار میلاد کا انکار ہے تو یہ عقیدہ قرآن و سنت و اقوال اسلاف سے ثابت ہے۔ اس لئے موصوف کے ذمہ ہے کہ موصوف وضاحت کریں کہ کیا قرآن و سنت، سلف صالحین اور علماء اہلحدیث رسول اللہ ﷺ کے میلاد کے منکر تھے؟۔

قرآن سے محفل میلاد کا ثبوت

قارئین! اس سے قبل ہم قرآنی دلائل کی طرف متوجہ ہوں، عرض ہیکہ ہمارے نزدیک میلاد سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اوصاف و خصائل کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:۔

''عندی ان اصل عمل المولد الذی ھو اجتماع الناس وقراءۃ ما تیسر من القرآن وروایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدا امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الآیات، ثم یمد لھم سماط یاکلونہ وینصرفون من غیر زیادۃ علی ذلك۔ ھو من البدع الحسنۃ التی یثاب علیھا صاحبھا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وإظھار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف''

محافل میلاد شریف میں "اصل یہ ہے کہ لوگ جمع ہوتے ہیں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ کی تخلیق کے متعلق احادیث مبارکہ بیان کرتے ہیں اور وقت ولادت ہونے والے معجزات بیان کرتے ہیں ایسا نیک کام ہے جس کے فاعل کو ثواب دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کی عظمت و تعظیم ہے اور حضور اکرم ﷺ کی ولادت پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔" (حسن المقصد فی عمل المولد: ص ا)

امام اہلسنت فرماتے ہیں:۔

"جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انھیں ذکرِ ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے"

(فتاوی رضویہ جلد ۲۶ ص ۵۳۰)

اسی طرح سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"مسلمانوں کو جمع کر کے ذکر ولادت اقدس و فضائلِ عُلیہ حضور سرورِ عالم ﷺ سنانا، ولادتِ اقدس کی خوشی کرنی، اس میں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنی بلاشبہ جائز و مستحب ہے، اور جائز زینت فی نفسہ جائز اور بہ نیتِ فرحتِ ولادت شریفہ و تعظیمِ ذکر انوار قطعاً مستحب"

(فتاوی رضویہ جلد ۲۶ ص ۵۵۳)

چنانچہ ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے فضائل کا ذکر، آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر ہی میلاد ہے۔ اور یہ تذکرہ قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ-قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ-قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا-قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

(آل عمران آیت۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ود باری تعالیٰ نے عالم ارواح میں آپ ﷺ کا تذکرہ فرمایا ،کیونکہ یہاں رسول سے مراد آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے جیسا کہ مفسرین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

اعتراض: اس استدلال سے پریشان ہو کر غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں:؛۔

اگر اس آیت سے بقول سعیدی بریلوی جلسہ میلاد عالم بالا میں منعقد ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر آیت مذکورہ کے جملہ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ۔ سے محفل، جلسہ اور کانفرنس کتاب وسنت بھی منعقد کرنا عالم بالا میں ثابت ہوتی ہے حالانکہ آج تک کسی میلادی نے کتاب وسنت کا نفرنس منعقد نہیں کی چونکہ کتاب وسنت کا نفرنس منعقد کرنے سے اہل بدعات کو گزند

پہنچتی تھی اور میٹھی میٹھی بدعات کے مقابلہ میں یہ کانفرنس کر دی تھی اسلئے بدعتیوں نے کتاب وسنت کانفرنس کبھی بھی منعقد نہیں کی۔(ہم میلاد کیوں نہیں مناتے ص44)

جواب: ہم عرض کرتے ہیں کہ اگراہلسنت کے آپ کے بقول یہ کانفرنس منعقد نہیں کی تو ہم نے اس کے انعقاد کو بدعت بھی نہیں سمجھا،اور قائلین پہ بے جا فتویٰ بازی سے بھی گریز کیاہے۔ لیکن کیاآپ بتاناپسند کریں گے کہ اہلحدیث حضرات نے جوآج کل اس عنوان سے یاتوحید سیمینار کے عنوان سے جو محافل منعقد کی ہیں کیااس کا ثبوت قرآن وسنت میں ہے ؟اس لئے ہمت کیجئے اور اپنے اصولوں کی روشنی میں ان کا ثبوت دیجئے ! وگرنہ بقول شاعر!

اعتراض: اگراس سے میلاد ثابت ہوتا ہے تو دیگر انبیاء کا بھی ہوتا ہے توآپ دیگر انبیاء کا کیوں نہیں مناتے(ہم میلاد کیوں نہیں مناتے ص44-45)

جواب: قارئین! یہ ترک تقلید کی ہی تباہ کاریاں ہیں کہ مخالفین ہمارادعویٰ سمجھے بغیر ہی معترض ہیں اور اپنے بغض کے اظہار پہ آمادہ ہیں، ہم واضح کر چکے کہ ہمارے نزدیک میلاد سے مراد رسول اللہ ﷺ کا تزکرہ ہے اور اس میں آیت میں خصوصی طور پہ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ہورہاہے اس لئے اگراس آیت سے کسی عظمت اور تذکرہ ثابت ہوتا ہے تو وہ آپ ﷺ کی ہی ذات گرامی ہے،یہی کچھ تفاسیر میں درج ہے جیسا کہ ہم ماہ قبل میں حوالہ بھی عرض کر چکے ہیں۔اس لئے جناب کااعتراض سرے سے ہی درست نہیں۔اس لئے جواب کی حاجت نہیں۔ بالفرض اس آیت سے دیگر انبیاء کا میلاد بھی ثابت ہو تو رسول اللہ ﷺ نے کیونکہ دین کی تکمیل کر دی ہے اور ہمیں ایمان آپ ﷺ کی وساطت سے ملا

ہے اس لئے ہم آپ ﷺ کا تذکرہ ہی کرتے ہیں، جس سے دیگر انبیاء کا ذکر خود بخود ثابت ہے کیونکہ دیگر انبیاء کو بھی آپ ﷺ پر ایمان لانے کا کہا گیا ہے، اس لئے اصل اصول آپ ﷺ کی ہی ذات گرامی ہے۔

اعتراض: جاء کم سے بعثت ثابت ہوتی ہے، ولادت ثابت نہیں ہوتی

جواب: جاء کم سے جو بھی ثابت ہو اصل بحث ذکر رسول اللہ ﷺ کے متعلق ہے اور وہ ذکر اس آیت سے ثابت ہے، اس آیت میں آپ ﷺ کی آمد کا ذکر بھی ہے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کا ذکر بھی ہے اور بعثت آپ ﷺ کی ولادت کے بعد ہی ہوئی ہے۔ اس لئے موصوف کا اعتراض یہاں بھی ہمارے موقف کو سمجھے بغیر ہے اور غیر متعلق ہے، قابل اعتناء نہیں۔

اعتراض: رسول اللہ ﷺ نے یہ میلاد کیوں نہیں منایا، صحابہ نے یہ میلاد کیوں نہیں منایا

جواب: سرکار دو عالم ﷺ نے باقاعدہ محافل میں اپنے اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے، ایسے ہی صحابہ کرام نے بھی یہی عمل دہرایا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ قَالَ اللهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوا وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ اسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ.

(شعب الایمان لم یبقی ، جلد ، صفحہ ۲۰۰، دار الکتب العلمیہ ، بیروت ، مسلم شریف، کتاب الذکر، باب فضلا لاجتماع علی حلاوۃ القرآن، جلد ۲ صفحہ ۳۳۶، قدیمی کتب خانہ نجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ صفحہ ۳۱، دار احیا التراث، بیروت)

اس روایت سے واضح ہوا کہ صحابہ باقاعدہ حلقہ بنا کر مجلس کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرنے میں مصروف تھے ،اس لئے اب یہ کہنا کہ صحابہ نے میلاد نہیں،احادیث نبی ﷺ سے بے خبری کی دلیل ہے۔اس لئے عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں :

یہ حقیقت (یعنی میلاد منانا) رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں موجود تھی اگرچہ یہ نام و عنوان نہیں تھا۔فن حدیث کے ماہرین سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ صحابہ کرام اپنی مجالسِ وعظ میں نبی کریم ﷺ کے فضائل اور آپ کی ولادت کے حالات کا ذکر کیا کرتے تھے۔

(مجموعہ فتاویٰ ج ا ص ۴۳)

یعنی بے شک اس محفل کا عنوان میلاد النبی نہ ہو ، لیکن وہ محافل رسول اللہ ﷺ کے فضائل اور ذکر سے مملو تھیں۔خود غیر مقلدین کے محدث زبیر علی زئی لکھتے ہیں :۔

قیام رمضان کا ایک نام تراویح بھی ہے، یہ نام سنت سے ثابت نہیں۔ مگر یہ ہر کس و ناکس کو معلوم ہے کہ اصلاحات میں جھگڑا نہیں ہوتا۔

(امین اوکاڑی کا تعاقب صفحہ ۳۶)

اس لئے اصلاحات پہ جھگڑ نادرست نہیں۔

اعتراض: اس آیت سے تو توحید کا جلسہ بھی ثابت ہوتا ہے وہ کیوں نہیں کرتے

جواب: یہ اعتراض بھی لایعنی اور فضول ہے۔اس لئے کہ ہمارے علماء توحید سیمنار کے عنوان سے کئی محافل منعقد کی ہیں۔اگرایسی محافل کاانعقادنہ بھی ہو توکسی نےانکار بھی نہیں کیا۔اس لئےاعتراض درست نہیں۔

اعتراض:ذکر میلاد اور چیز ہے اور میلاد منانا اور چیز ہے (ہم میلاد کیوں نہیں مناتے ص49)

جواب: یہ موصوف کامرکزی اعتراض ہے جوانہوں نے بار بار دہرایااورآگے چل کراس بات کو تسلیم کیاہے رسول اللہ ﷺ کی ولادت پہ خوش ہنادرست ہے لیکن خوشی منانا ثابت نہیں۔ہم اس کاجامع جواب عرض کئے دیتے ہیں۔اپنی ولادت پہ اظہار خوشی خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔اِمام مسلم (206. 261ھ)اپنی الصحیح میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أن رسول الله ﷺ سُئل عن صوم يوم الإثنين؟ قال: ذاك يوم ولدت فيه ويوم بعثت أو أنزل عليّ فيه.

’’حضور نبی اکرم ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا توآپ ﷺ نے فرمایا: اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز میری بعثت ہوئی اور اسی روز میرے اوپر قرآن نازل کیا گیا۔

(مسلم،الصحيح، کتاب الصيام، باب استحبابِ صيام ثلٰثة أيام من كل شهر،2: 819،رقم: 1162)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ولادت کے دن خود رسول اللہ ﷺ نے اظہار مسرت کیااور روزہ رکھ کر میلاد منایا۔اس لئے آپ ﷺ کی ولادت پہ اظہار خوشی ہر طریقے سے

درست ہے جس کی شریعت نے ممانعت نہیں کی۔اس مسئلہ پہ خود غیر مقلدین حضرات کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں، ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:۔

"جائز ہے منع کی کوئی دلیل نہیں۔حدیث شریف میں آیا ہے جب تک میں منع نہ کروں منع مت سمجھو۔...(اور ثناء اللہ صاحب کے ارشاد کے بارے میں خود غیر مقلد علامہ ابو سعیدی شرف الدین لکھتے ہیں)شرفیہ :مولانا کا اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے زرونی ما ترکتکم فا مما هلك من كان قبلكم بكثرة سوالهم [الحديث] اخرجه احمد و مسلم و النسائی و ابن ماجه

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ا ص ۵۲۲)

تو معلوم ہوا کہ جب تک اللہ و رسول منع نہ فرمائیں اس وقت تک منع نہیں ہوتا۔

(2)☆...علماء اہلحدیث سے سرطان یعنی کیکڑے کے بارے میں سوال ہوا کہ یہ حلال ہے یا حرام؟تو اس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ

"سرطان کی حرمت مجھے کسی آیت یا حدیث میں نہیں ملی اس لئے بحکم (حدیث)ذرونی ما ترکتکم حلال ہے"

(فتاوی ثنائیہ جلد اول: باب دوم نماز اور اس کے متعلقات ص ۴۷۶)

قارئین کرام! فتاویٰ ثنائیہ کے پچھلے حوالے اور اس حوالے کو بغور پڑھئے تو اس دوسرے جواب میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ "جب تک میں منع نہ کروں منع مت سمجھو"یعنی جب ممانعت پر دلیل نہ ہو تو جائز ہوتا ہے۔

(3)☆...غیر مقلدین اہلحدیث کے اسی فتاوی ثنائیہ میں ایک جگہ یہ سوال ہوا کہ "بذریعہ فوٹو گراف کسی قاری کی قراءت،قرآن پاک کو سننا جائز ہے یا نہیں"تو اس کا جواب دیا

”جائز ہے منع کی کوئی دلیل نہیں“

(فتاوی ثنائیہ جلد ثانی ص۹۷ باب ہفتم)

تو اس جواب میں بھی علمائے اہلحدیث نے خود اس اصول کو تسلیم کیا کہ ناجائز و حرام ہونے کے لئے منع کی دلیل درکار ہوتی ہے اور جب منع کی کوئی دلیل نہ ہو تو جائز ہوتا۔

(4)☆...اسی طرح علمائے اہلحدیث سے سوال ہوا کہ ”جنازے کو بے وضو غسل دے سکتے ہیں یا نہیں“ تو اس کا جواب یہ دیا کہ

”دے سکتے ہیں کوئی ہرج نہیں کسی آیت یا حدیث میں منع نہیں“

(فتاوی ثنائیہ جلد ثانی ص۴۴ باب ہشتم)

یہاں بھی اصل اصول (جس پر پہلے حدیث رسول ﷺ بھی گزر چکی) کو قبول کر کے علمائے اہلحدیث نے کہا کہ ”کوئی حرج نہیں کیونکہ کسی آیت یا حدیث میں منع نہیں کیا گیا ،یہی اصل اصول ہے“۔

(5)☆...اسی طرح علمائے اہلحدیث سے سوال ہوا کہ ”غائب کی بھی نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں“ تو جواب میں ایک دلیل یہ پیش کی کہ

”نماز جنازہ غائب پر پڑھنا درست ہے... حتی کہ ابن حزم نے کہا کسی صحابی سے غائب پر نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں آئی ہے“

(فتاوی ثنائیہ جلد ثانی ص۴۳ باب ہشتم)

معلوم ہوا کہ جب کوئی کام منع نہ کیا گیا ہو تو وہ جائز و درست ہوتا ہے

(6)☆...اسی طرح غیر مقلدین کے اسی فتاوی ثنائیہ میں مسجد کے محراب کے بارے میں

”بیشک محراب بنانا مسجدوں میں جائز ہے اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں“

(فتاوی ثنائیہ جلد اول: باب دوم نماز اور اس کے متعلقات ص ۴۷۶)

یہاں بھی خود علمائے اہلحدیث نے یہی اصول قبول کیا گیا کہ عدم جواز یعنی ناجائز و ممنوع ہونے پر قرآن و سنت میں کوئی دلیل نہیں اس لیے جب کہیں منع نہیں تو مسجدوں میں محراب بنانا جائز ہے۔

(7)☆... فتاوی ثنائیہ و فتاوی نذیریہ میں اس اصول کو تسلیم کیا گیا کہ حرمت کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ در مختار کا حوالے سے لکھا کہ

"جو لوگ حقہ نوشی کی حرمت کے قائل ہیں ان کا قول نا قابل اعتماد ہے اس واسطے کہ حرمت موقوف ہے اوپر دلیل قطعی کے اور قائلین حرمت نے حرمت پر کوئی دلیل قطعی قائم نہیں کی ہے بلکہ جتنی دلیلیں وہ پیش کرتے ہیں کل کی کل ظنی ہیں" (اور آخر میں کہا کہ) "زید کو لازم ہے کہ بلا دلیل کسی چیز کو حرام اور ناپاک کہنے سے احتراز کرے" فتاوی نذیریہ ج ۲ ص ۵۰۲

(فتاوی ثنائیہ جلد ثانی ص ۷۹: باب ہفتم)

(8)☆...۔وہابی جماعت کے مجتھد العصر مولوی حافظ عبداللہ روپڑی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

خطبہ میں السلام علیکم کہہ دے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کے جواب سے خطبہ کا سماع فوت نہیں ہوتا پھر اشارہ سے بھی جواب ہو سکتا ہے حالت وضو میں بھی یہی حکم ہے کیونکہ کسی حدیث میں ممانعت نہیں آئی۔

(فتاوی اہل حدیث جلد دوم صفحہ ۲۹)

(9)☆...اس طرح لکھا:۔

برات ضروری نہیں لیکن کسی روایت میں منع بھی نہیں۔

(فتاوی اہلحدیث ج2ص400)

(10)☆... غیر مقلد مولوی اپنے مخالفین کو یوں چیلنج کرتے ہیں:

پھر قابل غور بات ہے کہ اگران کا نبی اکرم کے ساتھ دعا کرنا نہیں لکھا تو دعا نہ کرنے کی صراحت بھی تو نہیں کوئی حدیث لائی جائے جس میں یہ وضاحت موجود ہو کہ صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دعا نہیں کرتے تھا تو ابرھانکم ان کنتم صادقین.....

(الدعا صفی ۳۲)

لشکر طیبہ کے مولوی امیر حمزہ نے لکھا ہے:۔

جو کنکر جمرے کے پاس پڑے ہوئے ہوں انہیں بھی اٹھا کر مارنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ بات کہیں بھی نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ تے نے جمرات کے پاس سے کنکر اٹھانے سے منع کیا ہو تو جب منع کی بھی دلیل نہیں اور کہاں سے اٹھانے چاہیں، اس جگہ کی بھی تخصیص نہیں تو پھر جہاں سے مل جائیں بے شک وہی کنگر مل جائیں جن کی رمی ہو چکی ہے تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں نہ اس کی کہیں ممانعت ہے....

(لبیک اللھم لبیک صفحہ ۹۹،۱۰۰)

ا(10)☆... سی طرح وہابی حضرات کے شیخ الکل مولوی ابو البرکات احمد سے گردوں اور کپوروں کے متعلق سوال ہوا تو انھوں نے جواب دیا:۔

ان دونوں کے حلال ہونے کی دلیل یہی ہے کہ قرآن وحدیث نے ان سے منع نہیں کیا ہر چیز کی اصل حلت ہے اگر قرآن وحدیث میں کسی چیز کی حرمت نہ بیان کی گئی ہو تو وہ حلال ہوتی ہے۔

(فتاوی برکاتیہ صفحہ ۳۰۸)

عید میلاد کا تذکرہ فقہ حنفی میں کیوں نہیں؟

اعتراض: سوال یہ ہے کہ یہ عید میلاد بڑی عیدوں سے ہے یا چھوٹی عید میں سے، اگر سب عیدوں ہیں سے ہے تو پھر اس کا ادا کرنا تو حنفیوں بریلویوں کے نزدیک صرف بڑے بڑے شہروں میں ہونا چاہئے کیونکہ فقہ حنفی کے نزدیک چھوٹے قصبوں اور بستیوں میں عیدین اور جمعہ ناجائز ہے تو پھر تم چھوٹی بستیوں میں عید میلا و کیوں مناتے ہو؟(ہم میلاد کیوں نہیں مناتے ص62)

جواب: اس اعتراج کا جواب تو یہ کہ غیر مسلمانوں کے مقابلہ میں ہمیں اسلام نے دو تہوار دیے ہیں۔ جنہیں عید الفطر اور عید الاضحی کہا جاتا ہے۔ جبکہ کسی خوشی، فرط مسرت کے موقع کو لفظ عید سے تعبیر کرنا اور منانا شرعی طور پر ممنوع نہیں۔ عید کے معنی ہر خوشی والا دن کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی کہتے ہیں

یستعمل العید فی کل یوم فیه مسرة (المفردات ۳۹۳)

خوشی والے دن کو عید کہتے ہیں (تفسیر مظہری ج ۲)

والعید یوم السرور (تفسیر خاذن ج ۱)

قرآن مجید فرقان حمید میں موجود ہے کہ

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ

ترجمہ: عرض کیا عیسی ابن مریم نے کہ اے اللہ اے پالنے والے اتار تو ہمارے اوپر دستر خوان تاکہ ہو جائے عید ہمارے اگلوں کے لیے اور پچھلوں کے لیے۔

آیت مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ جس دن کوئی نعمت ملے اس دن کو عید قرار دینا جائز ہے۔
یہاں پر وہابی دیوبندی حضرات استدلال کو سمجھے بغیر لمبی چوڑی گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔اس آیت سے استدلال صرف اتنا ہے کہ جس دن نعمت ملے اس دن کو عید کہنا جائز ہے ۔ اسی طرح حضور ﷺ بھی نعمت ہیں لہذا آپکی ولادت کے دن کو عید کہنا جائز ہے۔عاشورآء کا دن یہودیوں کیلیئے آزادی کا ن تھا،اسے انہوں نے عید بنایا تھا۔حضرت ابو موسی نے بیان کیا:

كان يوم عاشورآء تعده اليهود عيدا (صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۸)

عاشورآء کے دن یہودی عید مناتے تھے۔

حضرت امیر معاویہ نے بر سر منبر فرمایا:۔

ان یوم عاشورآء یوم عید (مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۲۹۱)

یوم عاشوراء میں موسی علیہ اسلام کی قوم دشمن سے آزاد ہوئی تو اس دن کو عید قرار دیا گیا اور حضور ﷺ کی ولادت سے تو پورا عالم اسلام آزاد ہوا لہذا یہ بدرجہ اولی عید ہو گا۔ بہر حال اس مختصر وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں۔کیونکہ میلاد خوشی والا دن ہے اس لئے اسے عرفی طور پہ عید کہا جاتا ہے اور کیونکہ یہ شرعا عید نہیں اس لئے اس کا ذکر کتب فقہ میں موجود نہیں۔

اعتراض: صحابہ نے میلاد نہیں منایا

جواب: ہم عرض کر چکے کہ صحابہ نے بھی میلاد منایا مگر وہابی غیر مقلدین تو صحابہ کے اقوال کو حجت ہی نہیں مانتے۔ فتاویٰ نذیریہ میں ہے

دوم آنکہ اگر تسلیم کردہ شود کہ سند ایں فتویٰ صحیح ست تاہم از واحتجاج صحیح نیست زیرا کہ قول صحابی حجت نیست۔ (فتاویٰ نذیریہ ج1ص340)

یعنی دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کا یہ فتویٰ صحیح بھی ہے تب بھی اس سے دلیل پکڑنا درست نہیں اس لئے کہ قول صحابی دلیل نہیں ہے۔نواب صدیق حسن نے عرف الجادی میں یوں لکھا ہے:۔

حدیث جابر دریں باب قول صحابی حجت نیست یعنی حضرت جابر کی یہ بات کہ (لا صلوۃ لمن یقراء والی حدیث ہی نماز پڑھنے والے کیلئے ہے) حضرت جابر کا قول ہے اوور صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔

(عرف الجادی ص38)

فتاویٰ نذیریہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے یوں ارشاد ہوتا ہے:۔

مگر خوب یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت علی کے اس قول سے صحت جمعہ کیلئے مصر کا شرط ہونا ہر گز ہر گز ثابت نہیں ہو سکتا۔

(فتاویٰ نذیریہ ص594ج1)

بلکہ خلفا راشدین کے متعلق جونا گڑھی لکھتے ہیں:۔

پس آؤ سنو بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے ان میں غلطی کی،اور ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے کہ فی الواقع ان مسائل کے دلائل سے حضرت عمر فاروق اعظم بے خبر تھے۔پھر دس مسئلوں میں حضرت عمر کی بے خبری ثابت کرنے کے بعد محمد جوا گڈھی صاحب کا ارشاد ہوتا ہے! یہ دس مسئلے ہوئے ابھی تلاش سے

ایسے اور مسئلے بھی مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔ان موٹے موٹے مسائل میں جو روزمرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپ سے مخفی رہے۔

(طریق محمدی ص42)

رئیس احمد ندوی لکھتے ہیں:۔

'اسی بناءپر ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی ذاتی مصلحت بینی کی بنیاد پر بعض خلفائے راشدین بعض احکام شرعیہ کے خلاف بخیال خویش واصلاح ومصلحت کی غرض سے دوسرے احکام صادر کر چکے تھے ان احکام کے سلسلہ میں ان خلفاء کی باتوں کو عام امت نے رد کر دیا تھا۔

(تنویر الافاق ص108)

اس لئے جب آپ کے نزدیک صحابہ کرام کا طرز عمل حجت ہی نہیں ہے تو اسے بطور دلیل مانگنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟۔پھر ہم عرض کر چکے ہیں کہ اصل میلاد اور نفس میلاد صحابہ کرام سے ثابت ہے۔موجودہ ہئیت بے شک صحابہ سے ثابت نہیں مگر ممانعت کی دلیل نہ ہونے کے سبب جائز ہیں۔

اعتراض: کیا یہ سب دلائل اس بات کو متقاضی ہیں کہ بارہ ربیع اول کو ہی جشن منانا یا جائے

جواب: عرض ہیکہ 12 ربیع الاول کا تعین عرفی ہے۔یہ تعین شرعی نہیں۔خود رسول اللہ ﷺ سے تعین عرفی کا ثبوت موجود ہے،اس لئے اگر کوئ 12 ربیع الاول سے ہٹ کر آگے پیچھے جشن میلاد کرتا ہے تو وہ بھی درست ہے۔اور تقریبا سارا سال ہی میلاد کی محافل کا انعقاد ہوتا ہے،اس لئے اعتراض مذکور درست نہیں۔اس کے بعد جناب نے علامہ فاکھانی کا حوالہ پیش کیا جنھوں نے میلاد کو بدعت کہا ہے۔جناب من جب آپ کے نزدیک صحابی کا قول حجت نہیں ہے تو پھر فاکھانی کا قول حجت کیسے ہو سکتا ہے۔اگر میلاد کو بدعت ثابت کرنا

تو قاعدہ شریعت سے ثابت کرنا ہوگا۔ پھر علامہ فاکھانی نے خرافات کارد کیا ہے، جس میں ہم بھی انکی تائید کرتے ہیں۔ ثانیا موصوف نے غیر معروف حضرات کے فتاویٰ جات ذکر کئے۔ اور یہ سب فتاویٰ رشیدیہ سے ماخوذ ہے۔ عرض ہیکہ یہ حضرات غیر معروف ہیں، اس لئے جب تک ان کے مقام کا تعین نہ ہو، ایسے حوالہ جات قابل جواب نہیں۔

اعتراض: جن علماء نے لکھا ہے کہ اہل اسلام شروع سے ہی میلاد منا رہے ہیں، اس سے مراد 600ھ کے بعد کے افراد ہیں۔

جواب: یہ بات درست نہیں، اس لئے کہ ہر دور میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت پر خوشی اس دور کے حساب سے منعقد ہوئی، اس لئے یہ امت کا تسلسل ہی ہے، شارح بخاری امام قسطلانی کا حوالہ ہو یا دیگر ائمہ محدثین کا ان میں سے کسی کے حوالہ میں بھی اس بات کا تعین نہیں کہ ہمیشگی کا تعلق 600ھ سے ہے انہوں نے اسے مسلمانوں کا تعامل قرار دیا ہے، ہاں فرقہ وہابیہ ضرور اس تعامل سے بری ہے کیونکہ بغض رسول اللہ ﷺ سے اس کا عمل عبارت ہے۔

ملک مظفر پہ فضول خرچی کا اعتراض

اعتراض: ملک مظفر فضول خرچ تھا جیسا کہ وفیات الاعیان میں لکھا ہے (ہم میلاد کیوں نہیں مناتے ص79)

جواب: ملک مظفر کی تعریفات خود علامہ ابن خلکان نے کی ہیں، اور جس کا حوالہ دیا جارہا ہے وہ خود محافل میلاد میں ساٹھ سال شریک رہے، جسے معاند نے بھی تسلیم کیا ہے۔ یہاں

تفصیل کا موقع نہیں، تفصیل کے شایق حضرات خان محمد قادری صاحب کی اس موضوع پہ کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

واقعات میلاد پہ اعتراض

اعتراض: ولادت کے واقعات درست نہیں، سلیمان ندوی نے جرح کی ہے

جواب: سلیماندوی خود مجروح ہیں۔ثانیاا گریہ روایات ضعیف بھی ہوں تو ضعیف روایات فضائل میں معتبر ہیں،جیسا کہ خود غیر مقلدین کے اصحاب نے لکھاہے۔بدیع الدین راشدی لکھتے ہیں:۔

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث سے دلیل لینا بلکل صحیح ہے۔

(مقالات راشدیہ ج2ص347)

عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:۔

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج1ص 554)

نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:۔

اور ضعیف حدیث فضائل میں مقبول ہے۔(فتاویٰ نذیریہ ج1ص303)

بلکہ اسماعیل دہلوی نے تو فضائل میں موضوع حدیث سے استدلال بھی جائز قرار دیاہے، لہذا موصوف کا واقعات ولادت پہ اعتراض درست نہیں،ان اعتراضات کا تحقیقی جائزہ ہم اپنی کتاب برصغیر میں انکار حدیث کی تاریخ میں لے چکے ہیں، قارئین وہی مراجعت کریں۔

حضرتِ مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ پر "انکار میلاد شریف" کے متعلق ساجد خان دیوبندی کی کذب بیانی کا جواب

میثم عباس قادری رضوی

نوٹ: راقم نے اپنی مرتبہ کتاب "المہند کا علمی محاسبہ"
(مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی/امام احمد رضا اکیدمی بریلی شریف۔ وایضاً: ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت، پاکستان)
میں شامل حضرت مولانا ریاست علی خان شاہجہانپوری علیہ الرحمہ کی کتاب "التحقیقات" کے ایک مقام پر حاشیہ لکھا ہے جو کہ قارئین کی اِستفادہ اور دیابنہ کے منہ میں پتھر دینے کی غرض سے یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ حضرتِ مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ کے متعلق اس مشہور دیوبندی اعتراض کا اس سے زیادہ تفصیلی جواب شاید ہی آپ نے کہیں اور دیکھا ہو۔

ساجد خان دیوبندی نے اپنے ایک خصیہ بردار کو اپنی تحریرات دیں جنہیں اس خصیہ بردار نے اپنی تحریرات کے اضافہ کے ساتھ "کَشْفُ الْخِدَاع" کے نام سے شائع کیا۔اس کتاب میں ایک مقام پر لکھا ہے:

''یہ بات کسی طرح قابلِ اعتبار نہیں کہ شاہ ابوالخیر صاحب منکرانِ میلاد کو''بدعقیدہ'' فرماتے تھے۔ ورنہ حضرتِ مجدد عَلَیْہِ الرَّحْمَہ بھی اس کی زَدْ میں آتے ہیں اور جس بدعقیدہ شخص کوآپ نے اپنے سامنے سے ہٹادینے کا حکم دیا تھا، وہ بھی کوئی رافضی یا نیم رافضی یعنی رضاخانی تھا''۔

(کَشْفُ الخِدَاع، صفحہ ۱۴۱، مطبوعہ دِفَاعِ اَہْلِ السُّنَّۃِ والجمَاعَۃ اکیڈمی)

جواب:

دیوبندی موصوف نے اس اقتباس میں شَیطنت اور دَجل کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ ابوالخیر دہلوی صاحب نے جس ''منکرِ میلاد'' کو بدعقیدہ کہہ کر ہٹادینے کا حکم دیا تھا، وہ رضاخانی ہوگا۔اس پر ہم اِتناہی کہتے ہیں کہ میلاد شریف کے منکر سُنّی نہیں بلکہ دیوبندی وہابی ہیں۔اس لیے ''بدعقیدہ'' کے خطاب کے مستحق بھی آپ دیوبندی ہی ہوئے۔ بہر حال ساجد خان دیوبندی اس عظیم کذب بیانی پر "لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْن "کا تحفہ قبول کرے۔ اس اقتباس میں دیوبندی موصوف کا یہ کہنا بھی بالکل غلط ہے کہ حضرت مجدد الفِ ثانی میلاد شریف کے مطلقاً منکر تھے۔اس اعتراض کا جواب ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

حضرتِ مجدد الفِ ثانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اولادِ پاک سے ایک مشہور عالمِ دِین حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے رسالہ ''اِثبات المُولد والقیام''میں

حضرت مجددالفِ ثانی سے منقول اِنکارِ میلاد شریف کے متعلق منکرین کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اے سائل! تُونے حضرتِ امامِ ربّانی مجددالفِ ثانی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق کہاہے کہ:

''آپ محفلِ میلاد سے منع فرماتے تھے''۔

تیرا یہ قول قطعاً غلط ہے۔ہمارے امام اور قبلہ نے گانے کی مجلس میں حاضر ہونے سے منع کیاہے۔اگرچہ اس مجلس میں قرآن کی تلاوت اور نعتیہ قصائد پڑھے جائیں۔ حضرتِ امامِ ربّانی نے قرآن وحدیث کے پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔جیساکہ حضرت امامِ ربّانی کی مراد سے بے خبر لوگوں نے گمان کیاہے۔اس قسم کی بات حضرتِ امامِ ربّانی پر بہت بڑا بہتان ہے۔اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتاہے کہ: ''تم ایساکام کبھی نہ کرو، اگر تم ایمان دار ہو''۔

حضرتِ امامِ ربّانی کے مکاتیب کا بنظرِ انصاف مطالعہ کرو۔مکتوب ۲۶۶، جلد اوّل میں حضرت امامِ ربّانی فرماتے ہیں:

''جان لو سماع اور رقص در حقیقت لہو ولعب میں داخل ہے''

آیہ کریمہ: ''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَالْحَدِیْثِ''۔(سُوْرَۃُ لُقْمٰن)

(''اور لوگوں میں (کوئی) ایسا بھی (نالائق) ہے جو واہیات (خرافات) قصے کہانیاں مول لے لیتاہے''۔)

سرود کی ممانعت میں نازل ہوئی۔مجاہد، جو ابنِ عباس کے شاگرد اور کبائرِ تابعین سے ہیں، فرماتے ہیں: ''لَھْوَالْحَدِیْث سے مراد ''سرود'' ہے''۔

حضرتِ مجاہد، اللہ تعالیٰ کے قول:

"لَايَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ(("زُور میں حاضر نہیں ہوتے"))

کی تفسیر بیان فرماتے ہیں:

"یعنی سرود و سماع میں حاضر نہیں ہوتے"۔

پس خیال کرنا چاہیے کہ مجلسِ سماع ورقص کی تعظیم کرنا، بلکہ عبادت وطاعت جاننا کتنا بُرا ہوگا؟۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہمارے بزرگ خود بھی اس امر میں مبتلا نہیں ہوئے اور ہمیں بھی اس اَمر کی تقلید سے رہائی عطا فرمائی......... حضرت مجدد رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه "مکتوبات" کی تیسری جلد میں فرماتے ہیں:

"اچھی آواز سے صرف قرآنِ مجید اور نعت ومنقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج ہے؟۔ منع تو یہ ہے کہ قرآنِ مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے، اور مقاماتِ نغمہ کا التزام کرنا، اور اِلحان کے طریق سے آواز کو پھیرنا، اور اس کے مناسب تالیاں بجانا، جو کہ شعر میں بھی ناجائز ہیں۔ اگر ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو، اور قصائد پڑھنے میں شرائطِ مذکورہ مُتَحَقَّق نہ ہوں، اور اس کو بھی صحیح غرض سے تجویز کریں ، تو پھر کون سی رکاوٹ ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ حضرتِ مجدد کی جو عبارت میلاد کے منکر بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں، اس عبارت سے حضرتِ مجدد کی مراد یہ ہے کہ:

"قصائد اور نعت خوانی میں نغمہ کا اِلتزام کرنا، اِلحان کے طریق سے آواز کو پھیرنا، اور اس کے مناسب تالیاں بجانا منع ہے"۔

جیسا کہ حضرت کی مذکورہ عبارت سے بالکل ظاہر ہے، مخالفین نے غلط سمجھا ہے۔ حضرتِ امام نے مطلقاً محفلِ میلاد کو منع نہیں فرمایا۔ پس حق ثابت ہو گیا۔ سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے اور اپنا کھوٹا سِکّہ رائج کرنے کے لیے اس فرقہ باطلہ نے ایک نیا طریقہ نکالا ہے۔ ہمارے بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: ''فلاں بزرگ نے یوں لکھا، فلاں نے لکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹ سے پاک ہے''۔

(اثبات المولد والقیام، عکسی مخطوط بخطِ مؤلف، صفحہ ۱۸ تا ۲۰، مطبوعہ مکتبہ سراجیہ خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ اشاعت ۱۹۷۹ء/ ۱۳۹۹ھ۔ ایضاً: اُردو ترجمہ، صفحہ ۲۷ تا ۲۹، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، نوری مسجد، بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور۔ مترجم: مولانا محمد رشید نقشبندی)

☆علامہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی (سابق خطیب مسجد داتا صاحب) نے بھی حضرتِ مجدد الفِ ثانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول اِنکارِ میلاد شریف کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

''مولانا نور احمد صاحب نقشبندی امر تسری رَحِمَہُ اللّٰہ، مُحشّیِ ''مکتوبات'' نے حضرت شیخ مجدد صاحب قُدِّسَ سِرُّہٗ کی مذکورہ عبارت کے حاشیہ پر علامہ محمد مراد مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی درج ذیل عبارت نقل کی ہے:

''اعلم انہ قد مر المنع عن قراءۃ المولد مطلقًا فی مکاتیب عدیدۃ و مرادہ قُدِّسَ سِرُّہٗ ھو ھٰذا الذی ذکرہٗ ھنا وانما اطلق ھناک للعلۃ المذکورۃ ھنا فلا سند فی منعہ عنہ للوھابین خذلھم اللہ و من یحذو حذو ھم۔ علامہ مراد مکی معرِّبِ مکتوبات''۔

''معلوم ہونا چاہیے کہ ''مکتوبات شریف'' میں متعدد مقامات پر مولود خوانی سے مطلقاً (بلا قید) منع کا ذکر آیا ہے۔ لیکن حضرت شیخ مجدد صاحب قُدِّسَ سِرُّہٗ کی منع سے مراد یہی خاص صورت ہے۔ جس کا یہاں ذکر کر دیا ہے۔ یہاں چونکہ ممانعت کی وجہ بیان کر دی ہے۔ اس لیے دوسرے مقامات پر مطلق منع کا ذکر کر دیا۔ ورنہ وہاں بھی منع سے یہی مخصوص صورت مراد ہے۔ لہٰذا وہابیہ خَذَلَہم اللہ اور ان کے ہمنوا لوگوں کے لیے مکتوبات شریف میں اس امر کی کوئی سَنَد نہیں کہ حضرت شیخ مجدد صاحب قُدِّسَ اللہ تَعَالٰی سِرُّہٗ بھی مولود خوانی کو ناجائز جانتے ہیں''۔

حضرت مولانا شاہ محمد مظہر صاحب نقشبندی مجددی ابن شاہ احمد سعید صاحب دہلوی رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی اپنے رسالہ ''مقاماتِ سعیدیہ'' میں اپنے والدِ ماجد جناب شاہ احمد سعید صاحب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ سے یہ عبارت نقل فرماتے ہیں:

''می فرمودند کہ خواندنِ مولد شریف و قیام نزدیک ذِکرِ ولادت باسعادت مستحب است ودریں باب رسالہ خاص دارند ودراں تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت شیخ مجدد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ از مولود خوانی محمول بر سماع و غنا است لا غیر''۔

(مقاماتِ سعیدیہ، صفحہ ۱۲۵، مطبوعہ اکمل المطابع، دہلی)

یعنی ''حضرت شاہ احمد سعید صاحب دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ فرمایا کرتے تھے کہ میلاد شریف اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ولادتِ باسعادت کے وقت قیام کرنا مستحب ہے۔اور خاص اس مسئلہ میں ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا۔ جس میں تحقیق سے ثابت فرمایا ہے کہ حضرت شیخ مجدد صاحب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مولود خوانی سے منع فرمانا صرف گانے اور سماع کی شکل میں ہے''۔

(مسلکِ امامِ ربّانی، صفحہ ۳۰۰ تا ۳۰۲، مطبوعہ مکتبہ حامدیہ، گنج بخش روڈ، لاہور)

مولانا سعید احمد نقشبندی کے منقولہ بالا جواب میں جن مولانا نور احمد پسروری کی جانب سے مکتوبات کے حاشیہ میں منکرینِ میلاد کو جواب دیا گیا ہے۔ان کے متعلق مکتوباتِ امامِ ربّانی کے دیوبندی مترجم نذیر احمد رانجھا نے لکھا ہے:

''مولانا نور احمد پسروری امرتسریؒ کے حواشی سے خوب اِستفادہ کیا ہے''۔

(مکتوباتِ امامِ ربّانی، جلد ۱، صفحہ ۳۱، مطبوعہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی۔ مترجم: محمد نذیر رانجھا)

اس اقتباس میں مولانا نور احمد پسروری کے نام کے ساتھ کلمۂ ترحیم کی علامت ''رح'' موجود ہے۔ لہٰذا دیوبندی اُصول کے مطابق اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نذیر احمد رانجھا دیوبندی، مولانا نور احمد پسروری کو خدا کی رحمت کا حق دار سمجھتے ہیں۔

حضرتِ مجددالفِ ثانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اِثباتِ میلاد شریف میں جس عبارت کو حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''اِثبات المولد والقیام'' میں نقل کیا ہے، اس کا اُردو ترجمہ نذیر احمد رانجھا کے قلم سے بھی ملاحظہ کرلیجیے:

''دوسری بات یہ کہ آپ نے مولودخوانی کے بارے میں لکھا تھا۔ اچھی آواز سے قرآن پڑھنے اور نعت و منقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے۔ دراصل قرآن کے حروف کی تحریف اور تبدیلی کرنا، نغمہ کے مقامات کی رِعایت کو لازم جاننا، خوش الحانی کے طریقہ سے آواز پھیرنا اور تالی بجانا، جو شعر میں بھی ناجائز ہے، ممنوع ہے۔ اگر اس طریقہ سے پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں کوئی تحریف واقع نہ ہو، اور قصائد پڑھنے میں مذکورہ شرائط ثابت نہ ہوں اور اس کو بھی صحیح غرض کے لیے تجویز کریں، تو کیا ممانعت ہے؟''۔

(مکتوباتِ امامِ ربّانی، جلد ۲، دفتر سِوُم، صفحہ ۴۰۲، مطبوعہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی۔ مترجم: محمد نذیر رانجھا)

تمام وضاحت سے ثابت ہوا کہ حضرتِ مجددالفِ ثانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق دیوبندیوں کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ آپ مطلقاً میلاد شریف کے منکر تھے۔

☆ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی حضرتِ مجددِالفِ ثانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حوالے سے ''مسئلہ بدعت'' کے متعلق یہاں مغالطہ دینے کی کوشش کرے، تو اس کا جواب بھی پیش ہے۔

دیوبندی ''ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ'' میں پروفیسر محمد اکرم ورک کے شائع ہونے والے مضمون بنام ''حضرتِ مجددِ الفِ ثانیؒ کا منہج واسلوب'' کی بعض عبارات پر ایک قاری نے تنقید کی ہے۔اس کا مندرجہ ذیل حصہ ملاحظہ کریں، جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مجددالفِ ثانی ''بدعتِ حَسَنَہ'' کے قائل تھے، لیکن اس کو سُنَّت میں داخل سمجھتے تھے:

''آپ نے لکھا ہے کہ:

''شیخ مجددالفِ ثانیؒ نے اپنے ''مکتوبات'' میں ''بدعتِ حَسَنَہ'' کے تصور کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا، اور اس طرزِ فکر کو دین کی بنیادیں منہدم کرنے کے مساوی قرار دیا''۔

(الشریعہ، ص ۱۳)

شیخ مجددؒ نے مکتوبات شریف میں ''بدعاتِ حَسَنَہ'' کو دِین کی بنیادیں منہدم کرنے کے مساوی کس جگہ قرار دیا ہے؟. لغوی اعتبار سے ''بدعت'' ہر اس نئی چیز یا عمل یا عقیدہ کو کہا جاتا ہے جس کا وجود پہلے سے ثابت نہ ہو۔ مثلاً کلامِ الٰہی کے تیس پارے بنائے گئے، ہر پارہ میں رُکوع قائم کیے گئے، قرآنِ کریم پر اعراب لگائے گئے، بلاک بنا کر چھاپنے اور جلد بندی کا کام شروع ہوا۔ حدیث شریف کو کتابی شکل دے کر احادیث کے مختلف مجموعہ جات کو مختلف نام دینا، احادیث کی اَسناد بیان کرنا، اور راویوں پر جرح کر کے ان کی قسمیں اور درجات یعنی صحیح و حسن وضعیف و معضل و مرفوع وغیرہ بنانا۔ غرض علمِ حدیث کا مکمل فن اور فقہ کے اُصول، اور علمِ کلام، اور ان کے تمام قاعدے ضابطے، اور نماز کے لیے زبان سے بول کر نیت کرنا، اور رمضان شریف میں بیس تراویح ادا کرنا، اِیمانِ مُجمَل

اور اِیمانِ مُفَصَّل یاد کرنا،اور کروانا،حج کے لیے اُونٹوں کی بجائے بحری وہوائی جہازوں اور کاروں وبسوں پر بیٹھ کر سفر کرنا، اور طریقت کے جملہ سلاسل ومشاغل اور مسائل، مراقبے، چلہ کشی وپاس انفاس،اور تصوُّرِ شیخ،اور شریعت کے چاروں سلسلے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اور سلاسلِ طریقت قادری وچشتی وسہروردی اور نقشبندی، اوردِینی مدارس، اورطریقہ حفظِ قرآن، اوراولیاکے عرس کااہتمام کرنا، ختمِ بخاری ودستاربندی، اور مساجد میں باتنخواہ امام وموذن مقرر کرنا، مساجد کے گنبد ومینار،اور رائے ونڈاور شیر شاہ بائی پاس ملتان میں بڑے بڑے تبلیغی اجتماعات کرنا، آٹھ سالہ دورۂ حدیث، درسِ نظامی اوراس کاتمام لٹریچر اورکتبِ ''نَحو''و ''صَرف''اوراَسناد کااِجرا وغیرہ۔ان تمام کاموں کو''بدعاتِ حَسَنَہ'' کہا جاتاہے۔جب آپ سے فون پر بات ہوئی، توآپ نے فرمایاتھاکہ حضرت مجددؒ ''بدعتِ حَسَنَہ''کونہیں مانتے تھے۔مہربانی فرماکرحضرت مجددؒ کی ان تحریرات وملفوظات ومکتوبات کے مکمل حوالے بتادیجیے، جہاں شیخ مجددؒ نے مذکورہ بالاجملہ اُمور کارَدّ لکھاہو، جیساکہ حضرتؒ نے زبان سے بول کر نماز کی نیت کرنے، اور کفن میں پگڑی کے اضافے، اور دستار کے شملے کو دائیں جانب چھوڑنے، اور تَشَہُّد میں اُنگلی کھڑی کرنے پر کلام فرمایاہے۔کیااِمامِ ربّانیؒ نے طریقت کے چار سلاسل قائم کرنے اور تصوُّرِ شیخ اور فقہ کے چاروں سلاسل اورکتبِ احادیث کی تدوین ودرجہ بندی اور مندرجہ بالادیگر''بدعاتِ حَسَنَہ''کااِنکار کیاہے؟۔اگر نہیں اور واقعی نہیں، توپھرآپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ حضرتِ مجددؒ''بدعتِ حَسَنَہ''کونہیں مانتے۔بلکہ اسے دِین کی بنیادیں منہدم کردینے کے مساوی قرار دیتے ہیں؟۔

ہو سکتا ہے جواباً آپ حضرت مجددؒ کی یہ عبارت پیش کریں: ''کہنے والوں نے کہا ہے کہ بدعت دو قسم ہے، ''حَسَنَہ ''اور ''سَیِّئَہ ''۔ ''حَسَنَہ ''اس نیک عمل کا نام رکھتے ہیں جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کے خلفاے راشدینؓ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوئی ہو، اور کسی سُنَّت کو اُٹھانے اور دُور کرنے والی نہ ہو۔ اور '' سَیِّئَہ '' اس کو کہتے ہیں جو سُنَّت کو مٹانے اور دُور کرنے والی ہو۔ یہ فقیر ان بدعتوں میں سے کسی بدعت کے اندر حسن و نورانیت کا مشاہدہ نہیں کرتا اور ظلمت و کدورت کے سوا کسی شے کا احساس نہیں ہوتا''۔

(مکتوبات شریف، حصہ سِوُم، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۱۸۶)

سوچنے کی بات ہے کہ حضرتِ شیخ مجددؒ ایک طرف تو بدعت کی کسی قسم میں بھی نورانیت وحسن نہیں پاتے۔ جبکہ دوسری طرف شریعت وطریقت کے جملہ سلاسل کو تسلیم کرتے ہیں، بلکہ بذاتِ خود سلسلہ نقشبندیہ سے نہ صرف منسلک ہیں، بلکہ ''مکتوبات شریف'' میں جا بجا اس میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں اور تصورِ شیخ کو مرید کے لیے ذکرِ الٰہی سے بھی بڑھ کر نافع قرار دیتے ہیں۔

(مکتوبات، حصہ سوم، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۱۸۷)

حالانکہ یہ کام نہ تو آقائے دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ثابت ہیں، اور نہ ہی صحابہؓ سے، اور نہ ہی تابعین سے ثابت ہیں۔ تو پھر کیا خاکم بدہن حضرت شیخ کے قول و فعل میں تضاد تھا؟۔ ہر گز نہیں۔ بلکہ جسے علماے اِسلام ''بدعتِ حَسَنَہ ''قرار دیتے ہیں، اسے حضرتؒ سرے سے بدعت ہی تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ اسے سُنَّت سے ثابت سمجھتے ہیں۔ باقی رہ گئی ''بدعتِ ضلالہ''، تو اس میں حسن و نورانیت کہاں سے آسکتی ہے؟ کیوں کہ بدعت اسی کو کہتے ہیں، جو پہلے سے ثابت نہ ہو۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے، آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل

ہے کہ ''بدعتِ حَسَنَہ کے نام پر ہر طرف بدعاتِ ضلالۃ کا سیلاب بہہ رہا تھا''۔(الشریعہ، ص۱۱) ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت مجددؒ نے ''بدعتِ حَسَنَہ'' کی مخالفت نہیں کی، بلکہ ''بدعتِ حَسَنَہ'' کا مقدس نام لے کر پیش کی جانے والی بدعاتِ ضلالہ سے بیزاری کا اِظہار فرمایا تھا۔ اندریں حالات حضرتِ مجددؒ نے ''بدعتِ حَسَنَہ'' کی اِصطلاح سے اجتناب فرمایا،اور علماے اسلام کے مؤقف کو تقویت دینے کے لیے ''بدعتِ حَسَنَہ'' کو ''سُنَّت'' قرار دیا۔مُلّا طاہر لاہوری کے نام مکتوب شریف میں حضرت مجددؒ نے برملا فرمایا ہے کہ: ''سُنَّت اور بدعت دونوں پورے طور پر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ایک کا وجود دوسرے کے نقص و نفی کو مستلزم ہے۔پس ایک کو زِندہ کرنا، دوسرے کو مارنے کو مستلزم ہے۔یعنی سُنَّت کو زندہ کرنا بدعت کے مارنے کا موجب ہے اور بالعکس۔پس بدعت خواہ اس کو ''حَسَنَہ'' کہیں یا ''سَیِّئَہ''، رفعِ سُنَّت کو مستلزم ہے''۔(مکتوبات، حصہ چہارم، دفتر اوّل، مکتوب ۲۵۵) غور فرمائیں کہ مجددؒ نے کس قدر وضاحت کے ساتھ بتادیا ہے کہ ان کے نزدیک بدعت صرف اور صرف وہی ہے جو سُنَّت کی ضد ہو، نہ کہ سُنَّت کے تحت یا اس کے مطابق۔ حضرتِ مجددؒ اُسے بدعت تسلیم ہی نہیں کرتے، جس کا اِشارہ تک بھی سنت میں ملتا ہو۔یعنی علماے اہلِ سُنَّت ''بدعتِ حَسَنَہ'' اسے کہتے ہیں جس کی اصل سنت میں موجود ہو، گو اشارۃً ہی ہو۔اس کی بہترین مثال حضرت فاروقِ اعظمؓ کا وہ قول ہے جو اُنہوں نے تراویح کی باقاعدہ جماعت کے اِجرا پر فرمایا تھا کہ ''نعمت البدعۃ ھذہ''۔''یہ تو بڑی اچھی بدعت ہے''۔تراویح کی جماعت کی اصل سنتِ نبوی میں ہونے کے باوجود حضرتِ فاروقِ اعظمؓ نے اس پر لفظ ''بدعت'' کا اطلاق فرمایا۔امیر المؤمنین کی اتباع میں ہم اہلِ سُنَّت اس کے مماثل امور کو ''بدعتِ حَسَنَہ'' کہتے ہیں۔ لیکن حضرت مجددؒ اس کے لیے

''سُنَّت'' کا لفظ زیادہ موزوں قرار دیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت مجددؒ نے قیاس اور اجتہادِ فقہی کو ''بدعتِ حَسَنَہ '' کہنے کی سخت مخالفت فرمائی۔(دیکھیے، مکتوبات، حصہ سوم، دفتر اوّل، مکتوب ۱۸٦)یعنی آپ اسے بھی ''سُنَّت'' میں داخل سمجھتے ہیں، کیوں کہ قیاس اور اجتہاد کی بھی کچھ نہ کچھ اصل صدرِاوّل میں ضرور ہوتی ہے۔لہٰذا حضرتِ مجددؒ اسے ''سنت'' ہی قرار دیتے ہیں۔اس طرح مجدد صاحبؒ اور اسلافِ اہلِ سنت میں کوئی تضاد، یا اِختلاف نہیں ہے۔حضرت مولانا سعید احمد نقشبندیؒ نے اس مکتوب کے حاشیہ میں علامہ محمد مراد مکی ''مُحَشّی'' کی اسی مکتوب کے تحت حاشیہ میں لکھی گئی عبارت پیش کی ہے کہ :اور اس بارے میں آپؒ کا قول علماے اسلافؒ کے اس قول کے مخالف نہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں، ''حَسَنَہ '' و ''سَیِّئَہ ''۔وہ ''بدعتِ حَسَنَہ '' سے ایسی شے مراد لیتے ہیں جس کی صدرِ اوّل میں اصل موجود ہو، اگرچہ اِشارۃً ہی ہو، جیسے مسجدوں کے مناروں، مدارس اور مسافر خانوں کی تعمیر اور کتابوں کی تدوین اور دلائل کی ترتیب اور اسی طرح کی اور چیزیں۔اور ''بدعتِ سَیِّئَہ '' سے ایسی چیز مراد لیتے ہیں جس کی صدرِاوّل میں بالکل اصل موجود نہ ہو۔تو امامِ ربّانیؒ قسمِ اوّل پر ''بدعت'' کے نام کا اطلاق نہیں کرتے، کیوں کہ اس کی اصل صدرِ اوّل میں موجود ہوتی ہے۔لہٰذا وہ چیز بدعت اور محدَث نہیں۔بلکہ آپ ''بدعت'' صرف قسمِ ثانی کو قرار دیتے ہیں، کیوں کہ وہی در حقیقت بدعت اور محدَث ہے۔اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ :''ہر بدعت گمراہی ہے''۔ تو علماے اسلاف اور حضرت شیخ مجددؒ کے درمیان نزاعِ لفظی ہے کہ قسمِ اوّل پر ''بدعت'' کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں۔حضرت شیخ محمد مظہر دہلویؒ ''مقاماتِ سعیدیہ'' میں فرماتے ہیں :

""بدعتِ حَسَنَہ، امامِ ربّانیؒ کے نزدیک ""سُنَّت""میں داخل ہے، اورآپ بموجب حدیث ""کل بدعة ضلالة""اس پر ""بدعت"" کااطلاق نہیں فرماتے۔ اس بارے میں آپؒ اور دوسرے علمائے کرام کے درمیان، جو ""بدعتِ حَسَنَہ"" کے قائل ہیں، نزاعِ لفظی ہے۔ شاہ عبدالغنی ""انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ""میں حدیث: ""من أحدث فی أمرنا هٰذا مالیس منه""کے تحت فرماتے ہیں:

""یعنی وہ چیز جو دین کے وسائل میں نہ ہو، کیوں کہ شے کا وسیلہ اور ذریعہ اس میں داخل ہوتا ہے، اسی لیے شیخ مجددؒ کے نزدیک وہ علوم جو دین کے وسائل ہیں، جیسے ""صَرف""و""نَحو""سُنَّت میں داخل ہیں، اور آپ اس پر ""بدعت""کااِطلاق نہیں کرتے، کیوں کہ اِمام ربّانیؒ کے نزدیک ""بدعت""میں کوئی حسن اور خوبی نہیں""۔

حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مزید فرماتے ہیں:

""نیز معمولاتِ اہلِ سُنَّت کے مطابق امام ربانیؒ اپنے پیر و مرشد کی مجلسِ عرس میں شریک ہوتے تھے۔ ""حضرات القدس""۲/۲۹پر ہے کہ آپ بتقریبِ عرس حضرت خواجہؒ دہلی تشریف لائے۔آپ خود اپنے ""مکتوبات شریف"" کے دفترِ اوّل، جلدِ دُوَم، حصہ چہارم، مکتوب ۲۳۳ میں فرماتے ہیں کہ:

""در ایام عرس حضرت خواجہ جیو قُدِّسَ سرُّہٖ بحضرت دہلی رسیدہ بخاطر داشت کہ در ملازمت علیہ نیز برسد۔ دریں اثنا خبر کوچ منتشر گشت بضرورت توقف نمودہ""۔

""حضرت خواجہ جیوؒ کے عرسِ مبارک کے ایام میں فقیر دہلی آیا، اور ارادہ تھا کہ حضرت (شیخ فرید) کی خدمتِ عالی میں بھی حاضر ہو۔ آنے کی تیاری میں تھا کہ آپ کے تشریف لے جانے کی خبر مشہور ہوگئی، تو اِرادہ ملتوی کرنا پڑا""۔

فوت شدگان کی فاتحہ دلاتے تھے اور ایصالِ ثواب کرتے تھے۔ ''مکتوبات شریف'' میں آپ کے اس عمل کی تصریح موجود ہے۔ مزاراتِ بزرگان پر تشریف لے جاتے تھے، اور قبر پر پڑے ہوئے اچھاڑ کو تبرک جانتے، اور عقیدت کے ساتھ قبول کرتے تھے۔

(حضرات القدس، ۲/۷۹)

مندرجہ بالا تحقیق سے خوب ثابت ہے کہ حضرتِ مجددؒ، ''بدعتِ حَسَنَہ'' کو ''سُنَّت'' میں داخل سمجھتے تھے۔ حضرتِ شیخ ''بدعت'' کا اطلاق عقائدِ باطلہ پر کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''بدعتی گروہ جنھوں نے مختلف بدعات اختیار کی ہیں اور اہلِ سُنَّت سے جُدا ہوئے ہیں۔ ان تمام گروہوں کے درمیان فرقہ خوارج و رَوافض دُرُست معاملہ اور حق سے دُور جا پڑے ہیں۔ وہ گروہ جو اکابرِ دِین کو گالیاں دینا اور طعن کرنا اِیمان کا جُزوِ اعظم تصور کرتا ہو، اِیمان سے کیا حصہ رکھے گا۔ روافض کے بارہ فرقے ہیں اور سب کے سب اصحابِ پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تکفیر کرتے اور خلفاے راشدینؓ کو گالی دینا عبادت جانتے ہیں''۔

(مکتوبات، دفترِ دُوَم، حصہ اوّل، مکتوب ۳۶)

اس عبارت سے خوب ثابت ہے کہ حضرت امامِ ربَّانیؒ نئے عقائد کو ''بدعت'' سمجھتے تھے، جیسا کہ آپؒ نے خوارج و روافض کو بدعتی گروہ اور ان کے عقائد ''تقیہ'' و ''تبرَّا بازی'' وغیرہ کو ''بدعات'' قرار دیا ہے۔ جب کہ عقائدِ اہلِ سُنَّت اور اہلِ تصوف کے مشاغل و مراقبے، اور چلے، اور عرس، اور حضراتِ صوفیہ کرام کو کبھی بھی تنقید کا نشانہ نہیں بنایا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ آپ نے تو حضرت مجددؒ کو اولیاے ہند کے مقابل لا کر کھڑا کر دیا، اور آپ کی ذاتِ مقدسہ سے وہ کچھ منسوب کر ڈالا، جو حضرت مجددؒ کے

خواب وخیال میں بھی نہ تھا۔ بہر حال آپ کے کہنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ حضرت مجددؒ کے ہم عصر صوفیہ کرام سے لے کر آج تک کے قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی سلاسل کے جملہ صوفیہ کرام حضرت شیخ احمد سرہندیؒ سے وابستگی کو باعثِ فخر و برکت سمجھتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ محمد یاسین عابد، علی پور چٹھہ "۔

(ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ، بابت نومبر/دسمبر ۲۰۰۹ء۔ صفحہ ۱۱۱تا۱۱۴)

حضرتِ مجدد الفِ ثانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عقائد و معمولات "اہلِ سُنَّت وجماعت بریلوی" کے مطابق تھے۔ تفصیل کے لیے علامہ محمد سعید احمد نقشبندی کی کتاب "مسلکِ امامِ ربّانی" کا مطالعہ کریں۔

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَسْلُكْ طَرِیقًا أَوْ لَا یَسْلُكُ طَرِیقًا فَیَتْبَعُهٗ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِیبِ عَرْفِهٖ أَوْ قَالَ مِنْ رِیحِ عَرَقِهٖ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی راستے پر تشریف لے جاتے، کوئی شخص آپکو تلاش کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جاتا تو آپ کی خوشبو کی وجہ سے (یا فرمایا کہ آپ کے پسینے کی خوشبو کی وجہ سے) پہچان جاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستے پر تشریف لے کر گئے ہیں۔

(سنن دارمی، رقم الحدیث: 67، مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث: 5792)

آیت فرحت پہ اعتراضات کا جائزہ

احمد رضا قادری سلطانپوری

رسول اللہ ﷺ کی ولادت پہ فرحت کا اظہار آیت قرآنیہ سے ثابت ہے اس سلسلہ میں سب سے پہلی دلیل ہے آیت فرحت ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:۔

'' قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ''

''تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ (خوشی کرنا) ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے''

(پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۵۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت پر خوشی منانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اور قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور تفاسیر سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل کی رحمت بھی ہیں اور فضل بھی ہیں۔ قرآن نے صاف لفظوں میں نبی پاک ﷺ کو نہ صرف رحمت بلکہ رحمۃ للعلمین قرار دیا۔

'' وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ '' (پ ۱۷ الانبیاء ۱۰۲)

۷...اور قرآن سے قرآن کی یہ تفسیر بھی ہم اپنی طرف سے نہیں کر رہے بلکہ اسی سورۃ یونس کی آیت میں رحمت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

'' ورحمته محمد صلى الله عليه و سلم قال الله تعالى وما أرسلنك إلا رحمة للعالمين '' (تفسیر درمنثور: زیر آیت قل بفضل اللہ)۔

لہذا کوئی [وہابی] مائی کا لال اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ حضور ﷺ رحمت بلکہ رحمۃ اللعالمین نہیں ہیں۔ لہذا اس آیت میں کوئی تاویل یا تغیر و تبدل یا اختلاف کی گنجائش ہی نہیں، ہر طرح نبی کریم ﷺ کی ذات پاک ہی رحمت ہیں۔ تو جب یہ ثابت ہو گیا کہ نبی پاک ﷺ اللہ عزوجل کی رحمت ہیں تو سورۃ یونس کے مطابق اسی رحمت کے تشکر میں خوشیاں منانا ثابت ہو گیا۔

تمام اہلِ علم یہ جانتے ہیں اور تمام مکاتب فکر (سنی، وہابی اہلحدیث غیر مقلدین، وہابی دیوبندی سب) کا مسلمہ اصول ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر کا پہلا درجہ خود قرآن پاک سے تفسیر کا ہے۔

چنانچہ غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کی "المِصبَاح المُنیر" میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ

"اگر کوئی شخص یہ پوچھے کہ تفسیر کا سب سے بہتر طریقہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تفسیر کا سب سے صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن ہی کے ساتھ کی جائے... مقصود یہ ہے کہ آپ قرآن کی تفسیر سب سے پہلے قرآن ہی سے طلب کریں"

(المِصبَاح المُنیر تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 71)

اسی طرح سعودی علماء کے "فتاوی دار الافتاء سعودی عرب" میں بھی لکھا ہے کہ

"قرآن مجید کی تفسیر کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تشریح خود قرآن، حدیث رسول ﷺ، اور اقوال صحابہ و تابعین کی روشنی میں کی جائے"

(فتاوی دار الافتاء سعودی عرب، جلد دوم، بدعات: ص 298)

اسی طرح تمام علمائے وہابیہ نجدیہ سعودیہ بلکہ دیابنہ کے بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اپنی کتاب "اصول تفسیر" میں لکھا ہے کہ

"تفسیر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے۔... مقصد یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر، خود قرآن ہی سے طلب کرو اگر نہ پاؤ تو سنت میں تلاش کرو"

(اصول تفسیر اردو: فصل ۶ ص ۵۸،۵۹)

یعنی قرآن کی تفسیر کا پہلا اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی آیت کی تفسیر خود قرآن پاک کی دوسری آیات کی روشنی میں کی جائے۔لہذا ہم نے اسی تفسیر کے اعلیٰ درجہ پر عمل کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ نبی پاک ﷺ اللہ عزوجل کی نہ صرف رحمت بلکہ رحمۃ اللعلمین ہیں،اور قرآن کا حکم ہے کہ جب اللہ عزوجل کی رحمت (و فضل) ہو تو خوشی مناؤ۔اسی آیت "قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ "تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت (یونس 58) میں "رحمت" سے مراد مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیھم اجمعین نے "نبی پاک ﷺ "کو لیا ہے چنانچہ

1)... چنانچہ تفسیر زاد المسیر میں (امام ابی الفرج جمال الدین عبد الرحمن علی بن محمد الجوزی القرشی البغدادی ۵۰۸۔۵۹۷ھ) میں اسی آیت کی تفسیر میں بالکل واضح لکھا ہے کہ

"ورحمته: محمد صلى الله عليه وسلم"

(تفسیر زاد المسیر فی علم التفسیر الجزء الرابع صفحہ ۴۰)۔

2)... تفسیر بحر المحیط میں [امام محمد بن یوسف شہر بابی حیان اندلسی ،المتوفی ۷۴۵ھ] میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"ورحمته محمد صلى الله عليه وسلم"

(تفسیر بحر المحیط زیر آیت مذکورہ صفحہ ۱۶۹)۔

3)...اسی طرح تفسیر در منثور میں مفسر قرآن امام جلال الدین سیوطی [۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ] نے لکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

''ورحمتُه محمد ﷺ،قال الله : {وما ارسلنك الا رحمة للعلمين}''

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور۔الجزء السابع صفحہ ٦٦٨)

4)... تفسیر القرآن العظیم [لابی محمد سھل بن عبد اللہ ابن یونس بن عیسی بن عبد اللہ بن رفیع التستری،المتوفی ۲۸۳] میں رحمت سے مراد نبی محمد ﷺ کو لیا۔

''ونبيه محمد ﷺ كما قال ''وما ارسلنك الا رحمة للعالمين''

(تفسیر القرآن العظیم: زیر آیت قل بفضل اللہ)۔

5)... تفسیر روح المعانی [مفسر قرآن سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۰ھ] میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے کہ

''والرحمته محمد صلى الله عليه وسلم''

(تفسیر روح المعانی،الجزء الحادی عشر صفحہ ۱۴۱)

6)...علمائے دیوبند کے مفتی محمد خبیب صاحب نے اپنی کتاب میں حدیث لکھی کہ

''نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''انما انا رحمۃ مھداۃ'' میں اللہ تعالی کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔ابن عساکر''

(عشق رسول ﷺ اور علمائے حق: ص46)

7)...یہی دیوبندی مفتی محمد خبیب صاحب لکھتے ہیں کہ

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''انا رحمۃ مھداۃ برفع قوم و خفض اخرین'' میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں تاکہ کچھ لوگوں

(فرماں برداروں) کو سر بلند کروں اور کچھ لوگوں (نافرمانوں) کو پست کروں۔ [معارف القرآن] اس حدیث پاک کی تشریح میں ملا علی قاری رحمۃاللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یعنی میں [محمد ﷺ] اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تحفہ کے طور پر عطا فرمایا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا یہ ہدیہ قبول کیا وہ کامیاب ہو جائے گا اور جس نے قبول نہ کیا وہ ذلیل وخوار ہو گا''

(عشق رسول ﷺ اور علمائے حق: ص 46،47)

ان دونوں روایات سے بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل کی رحمت ہیں۔

8)...اسی طرح خود نبی پاک ﷺ نے اپنے ایک نابینا صحابی کو ایک دعا سیکھائی جس میں خود کو آپ ﷺ نے ''نبی رحمت'' کہا۔ چنانچہ اس روایت کے الفاظ میں ہے کہ

''اللَّهُمَّ أَنِّي أَسأَلك وأتوجه إِلَيْك بِمُحَمد نَبِي الرَّحْمَة''

''اے اللہ ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں اور تیرے نبی ﷺ، نبی رحمت کے صدقے [وسیلے] سے تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں''

(حصن حصین مترجم دیوبندی: ۲۷۶)

(اور یہ روایت ترمذی، نسائی، ابن ماجہ متعدد کتب احادیث کے علاوہ خود اکابرین وہابیہ کی کتب میں بھی موجود ہے۔ غیر مقلدین اہلحدیث علامہ وحید الزمان '' ھدیۃ المھدی: ص ۵۱، غیر مقلدین اہلحدیث و سعودی امام ابن تیمیہ الفتاوی ج ۳ ص ۲۷۶، غیر مقلدین اہلحدیث اور سعودی عرب کے امام و مجتہد محمد بن علی الشوکانی نے حصن حصین کی شرح ''تحفۃ الذاکرین'' میں لکھی اور کہا ''مَا أخرجه التِّرْمِذِيّ وَقَالَ حسن صَحِيح

غَرِيب۔وَالنَّسَائِيّ وَابْن ماجة وَابْن خُزَيْمَة فِي صَحِيحه وَالْحَاكِم وَقَالَ صَحِيح على شَرط البُخَارِيّ وَمُسلم من حَدِيث عُثْمَان بن حنيف رَضِي الله عَنهُ . . .

(تحفۃ الذاکرین صفحہ ۵۰)

اسی طرح امام ابن السنی نے ''عمل الیوم واللیلہ'' میں، امام طبرانی نے ''الدعاء'' میں، امام حاکم نے المستدرک میں، امام منذری نے الترغیب والترہیب میں اور حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ''صلوۃ الحاجۃ ودعائھا'' کے تحت ذکر کیا۔

پتہ چلا کہ صحابہ اکرام علیہم الرضوان اجمعین اور مفسرین اکرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے سورۃ یونس کی اسی آیت میں رحمت سے مراد ذات نبی کریم ﷺ کو لیا ہے۔ اور دیگر احادیث سے بھی نبی پاک ﷺ کا رحمت ہونا ثابت ہے اور خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے فضل و رحمت کی عطا پر اظہار خوشی کرنے کے بارے میں فرمایا ''فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا'' اور اسی [رحمت] پر چاہیے کہ خوشی کریں۔اسی طرح اسی آیت میں فضل سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر درمنثور میں لکھا کہ

''وأخرج الخطيب وابن عساكر عن ابن عباس رضي الله عنهما (قل بفضل الله) قال: النبي صلى الله عليه وسلم''

امام خطیب بغدادی اور امام ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔

(تفسیر درمنثور ج۴ زیر آیت قل بفضل اللہ)

9)...امام محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھا کہ

''وأخرج الخطيب. وابن عساكر عنه تفسير الفضل بالنبى عليه الصلاة''(تفسیر روح المعانی: زیر آیت قل بفضل اللہ)

10)... تفسیر المحرر الوجیز میں [قاضی ابی محمد عبد الحق بن غالب بن عطیۃ الاندلسی المتوفی ۵۴۶ھ] میں ہے کہ

''الفضل: ''محمد ﷺ''

(تفسیر المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز۔الجزء الثالث ۱۲۶)

الحمد للہ عزوجل ثابت ہو گیا کہ سورۃ یونس کی مذکورہ آیت میں فضل سے مراد بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

جب قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور مفسرین کرام کی تفسیروں سے یہ ثابت ہو چکا کہ ''قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِه''تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت(سورۃ یونس58)

میں فضل ورحمت دونوں سے مراد ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، تو اب اسی آیت کے اگلے حصہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی فضل ورحمت کے بارے میں فرمایا

'' فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔''

اور اسی (فضل ورحمت) پر چاہیے کہ خوشی کریں۔(سورۃ یونس58)

تو اللہ عزوجل نے اپنی سب سے بڑی اور عظیم ترین رحمت اور فضل حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اظہار فرحت ومسرت کا حکم ہمیں دیا اس لئے ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں۔

ہاں اب اظہار فرحت و مسرت کیسا کیا جائے ؟اس پر گفتگو ان شاء اللہ عزوجل آگے آرہی ہے۔

علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی نے سورۃ البقرۃ کی آیت 64اور النساء کی آیت 83میں فضلو رحمت سے مراد حضور ﷺ کو لیا چنانچہ لکھتے ہیں کہ

''فَلَوْلَا فَضْلُ اللہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ'' پس اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو تم ٹوٹا پانے والوں میں سے ہو جاتے (پارہ 1 البقرۃ 64) یہاں اکثر مفسرین کے نزدیک فضل ورحمت سے حضور ﷺ کا وجود باجود مراد ہے۔

(مواعظ میلاد النبی ﷺ صفحہ ٦٢)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے۔وَلَوْلَا فَضْلُ اللہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا .اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو بجز تھوڑے لوگوں کے تم شیطان کی پیروی کرتے (پارہ 5 النساء 83) یہاں بھی بقول اکثر مفسرین حضور ﷺ ہی مراد ہیں۔

(مواعظ میلاد النبی ﷺ صفحہ ٦٢)

تو علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی کے مطابق قرآن پاک نے حضور ﷺ کو فضل ورحمت کہا ہے تو جب ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل ورحمت ہیں تو قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے کہ

''قُلْ بِفَضْلِ اللہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا۔''

''تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں''

تو جب حبیب خدا ﷺ اللہ عزوجل کی رحمت بھی ہیں اور فضل بھی ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس پر اظہار فرحت واظہار تشکر کرنا مسلمانوں کے لئے سعادت ہے۔

{دیوبندی حکیم اشرفعلی تھانوی کی گواہی}

سورۃ یونس کی اسی آیت (''قُلْ بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا) کے تحت علماء دیوبند کے حکیم اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں کہ

''جب قرآن مجید میں خود حضور ﷺ کے وجود باجود کی نسبت (کما سیجی فی تفسیر الایۃ مفصلا) صیغہ امر ''فلیفرحوا'' موجود ہے تو اس فرحت (خوشی) کو کون منع کرتا ہے ،غرض حضور کی ولادت شریفہ پر فرحت اور سرور کو کوئی منع نہیں کر سکتا''

(بسلسلہ خطباتِ حکیم الامت جلد ۵ خطبات میلاد النبی ﷺ صفحہ ۵۳)

تو خود علماء دیوبند کے امام اشرفعلی تھانوی نے اس آیت کو رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر بطور دلیل قبول کیا،لہذا اب کوئی دیوبندی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ تفسیر بالرائے کی گی ہے۔

یہی دیوبندی امام تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

''ہم کو حق تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ حضور کے وجود باجود پر خواہ وجود نوری ہو یا ولادت ظاہری اس پر خوش ہونا چاہیے اس لئے کہ حضور ہمارے لیے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں ...غرض اصل الاصول تمام مواد فضل ورحمت کی حضور [ﷺ] کی ذات بابرکات ہوئی ۔پس ایسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے''

(بسلسلہ خطباتِ حکیم الامت جلد ۵ خطبات میلاد النبی ﷺ صفحہ ۶۳)

اسی طرح تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ

''اس سے بدلاۃ النص یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ نعمت تمام نعمتوں سے بہتر لیکن چونکہ ہم لوگوں کی نظروں میں دنیا اور دنیا کی نعمتیں ہیں اور اسی میں ہم کو انہماک ہے، اس لئے اس پر [اللہ نے] بس نہیں فرمایا [بلکہ] آگے اور نعمتوں پر اس کی تفصیل کے لئے صراحتاً ارشاد ہوا''۔ ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ''یعنی یہ نعمت [حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں۔یعنی دنیا بھر کی نعمتوں سے یہ نعمت افضل و بہتر ہے پس جس نعمت پر حق تعالیٰ اس شد و مد کے ساتھ خوش ہونے کا حکم فرمادیں وہ کس طرح خوش ہونے کے قابل نہ ہو گی؟ یہ حاصل ہوا اس آیت کا جو مبنی ہے اس پر کہ فضل اور رحمت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لئے جائیں''

(بسلسلہ خطباتِ حکیم الامت جلد ۵ خطبات میلاد النبی صفحہ ۶۴)

تھانوی صاحب سورۃ یونس کی یہی آیت پڑھ کر کہتے ہیں کہ

''اب آیت شریعہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔جاننا چاہیے کہ اس میں کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کی ہر نعمت قابل شکر ہے خاص کر وہ جو بڑی نعمت ہو۔پھر ان میں بھی خاص دینی نعمت اور دینی نعمتوں میں بھی خاص جو بڑی نعمت ہو۔پھر ان میں بھی وہ نعمت جو اصل ہے تمام دینی و دنیوی نعمتوں کی۔اور وہ نعمت کیا ہے؟ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کہ حضور سے دینی نعمتوں کے تو فیوض دنیا میں فائض ہوتے ہی ہیں دنیوی نعمتوں کے سرچشمہ بھی آپ ہی ہیں اور صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے لئے۔چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین''یعنی نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر جہانوں کی رحمت کے واسطے'' دیکھئے عالمین میں کوئی

تخصیص انسان یا غیر انسان یا مسلمان یا غیر مسلمان کی نہیں پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا وجود باجود ہر شے کے لئے بارحمت ہے، خواہ وہ جنس بشر سے ہو یا غیر جنس بشر سے اور خواہ حضور سے زمانہ متاخر ہو یا مقدم۔ متاخرین کے لئے رحمت ہونا تو بعید نہیں لیکن پہلوں [یعنی حضور ﷺ کی پیدائش سے پہلے عالمین] پر رحمت ہونے کے لئے بھی حضور کا ایک وجود سب سے پہلے پیدا فرمایا۔ اور وہ وجود نور کا ہے کہ حضور اپنے وجود نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں اور عالم ارواح میں اس نور کی تکمیل و ترتیب ہوتی رہی آخر زمانہ میں اس امت کی خوش قسمتی سے اس نور نے جسد عنصری میں جلوہ گر و تاباں ہو کر تمام عالم کو منور فرمایا۔ پس حضور کا وجود تمام نعمتوں کی اصل ہونا عقلاً و نقلاً ثابت ہوا تو ایسا کون مسلمان ہو گا کہ جو حضور کے وجود باوجود پر خوش نہ ہو یا شکر نہ کرے"

(خطباتِ حکیم الامت جلد ۵ خطبات میلاد النبی صفحہ ۵۰۔۵۱)

اب مخالفین اپنے گھر کی اس گواہی کے باوجود کوئی انکار کرے تو اس کی ضد و ہٹ دھرمی کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔

اعتراض....: منکرین کہتے ہیں کہ "اس آیت سے فقط فرحت کا مور بہ ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن گفتگو اس ہیئت خاصہ میں ہے لہذا اس آیت سے اس کو کوئی مس نہیں"۔

{......الجواب......}

منکرین کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اس آیت میں "فرحت" [فَلْيَفْرَحُوْا] کو مطلق رکھا اور قاعدہ مسلمہ ہے کہ

"المطلق یجری علی اطلاقہ" کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا"۔

آسان لفظوں میں یہ ہے کہ جس بات پر اللہ عزوجل نے کسی قسم کی قید یا پابندی نہیں لگائی وہاں آزادی ہے یعنی مطلق ہی رہے گا تو اس آیت میں خوشی کا حکم تو دیا لیکن خوشی کا کوئی خاص طریقہ، ہیت و کیفیت مقرر نہ فرمائی تو اب مسلمان جس جس جائز طرق سے خوشی منائیں گے سب اسی کے تحت آئے گا۔

جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی، جو کچھ اُس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے۔ تو اب بلا تخصیصِ شرع جو [منکرین] اپنی طرف سے قرآن پاک کے مطلق [بغیر قید] کو مقید [پابند] کرے گا، گویا وہ [منکرین] قرآن پاک کو منسوخ سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ عزوجل۔

لہذا جب ہمیں خوشی کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طُرُقِ فرحت یعنی تمام کے تمام خوشی کے جائز طریقوں کی اجازت ہوئی۔ خواہ خوشی کے لیے مجلس کریں، جلوس نکالیں، جھنڈیاں لگائیں ، روشنیاں کریں، جشن کریں، خوشی کے تمام کے تمام طریقے اسی مطلق فرحت میں داخل ہیں۔

جشنِ میلادالنبی ﷺ اور شیطانی گروہ

رفعت برکاتی

ربیع الاوّل شریف کا وہ فضیلت والا مہینہ آچکا ہے جس میں سرورِ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، اس مہینے میں مسلمانوں میں مسرت و شادمانی کا جو ماحول ہوتا وہ واقعی دیدنی ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس کچھ لوگ جو مسلمانی کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ مسلمان نہیں بلکہ شیطانی گروہ ہیں۔

نوٹ: دیوبندیوں کو خود دیوبندی ہی نے "شیطان کا گروہ" کہا ہے۔ دیکھئے "مجالسِ ذکر کے نام پر علمائے دیوبند کے خلاف سازشیں، صفحہ ٦، ٢٦، ٢٧"

اور شیطان کے لیے میلاد کیا ہے؟ اس کے متعلق امام محمد بن عبداللہ جزری (متوفی 630ھ) امام ابن جوزی (متوفی 654ھ) علامہ یوسف شامی صالحہ (متوفی 942ھ) امام قاضی حسین بن دیار (متوفی 966ھ) علامہ علی قاری ھروی مکی (1014ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

لولم یکن فی ذلك الا ارغام الشیطان وادعام اهل الایمان

یعنی مجلس میلاد کا عمل نہیں مگر شیطان کی تذلیل کا سامان اور مسلمانوں کے لیے تقویت ایمان (المورد الروی للقاری مکی، ص ١٥، ١٦)

یہی وجہ ہے کہ یہ شیطانی گروہ اس مہینے کے آتے ہی اپنے جدامجد شیطان مردود اور اپنی تذلیل کو یاد کر کے خود تو غم سے نڈھال ہوتے ہی ہیں مگر اس سعیِ ناسعید میں بھی لگے رہتے ہیں کہ پوری دنیا ہماری ہی طرح غم میں ڈوب جائے، اور ان کے جدامجد شیطان لعین کے نقشِ قدم پر چلیں جو محال ہے، اس شیطانی گروہ کا ہر طبقہ علماء ہو خواہ جہلا سب کے سب عشاقِ مصطفیٰ ﷺ کے معمولات پر برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرّاٹرّا کر دماغ خراب کر کے رکھ دیتے ہیں۔ایسے لوگوں کو اس کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کا فرمان دکھانا چاہتا ہوں، کہتا ہے:

"بدعتی لوگ ہمیشہ دوسروں ہی پر اعتراض کرنے میں مشغول رہتے ہیں مگر کوئی مفید بات یا کام کبھی نہیں کرتے ان کے یہاں چند چیزیں ہیں جن کو مایہ ناز سمجھتے ہیں مگر دین ان میں بھی نہیں ہوتا نہ فہم سے کام لیتے ہیں"

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ٤، ص ١٦٠)

لہذا اپنے اصول اور اپنے کرتوت سے یہ شیطانی گروہ خود ہی "بدعتی" بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ اعتراض اس وجہ سے بھی کرتے پھرتے ہیں کہ یہ شیطانی گروہ اتنے غبی اور احمق ہوتے ہیں کہ ان کو علماء اہلسنت کی بات تو دور اپنی ہی بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ جیسا کہ الیاس گھمن دیوبندی کہتا ہے:

"اصل مسئلہ تو سمجھنا ہے۔ سمجھانا اگلا مسئلہ ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے حضرات کو اپنی بات سمجھ میں آجائے"

(خطباتِ برما، ص ۹۹)

حد تو یہ ہے کہ اس شیطانی گروہ کے حکیم الامت اشر فعلی کو بھی اپنے ہی لکھے ہوئے مضامین سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ چنانچہ اشر فعلی تھانوی کہتا ہے:

"بعض مضامین میرے لکھے ہوئے، میرے ہی سمجھ میں نہیں آتے"

(تالیفاتِ اشرفیہ، ص ۵)

تو جس شیطانی گروہ کے خاص وعام کا اور ان کے سرغنہ کا یہ حال ہو کہ اپنی ہی بات اور اپنے ہی لکھے مضامین نہیں سمجھ پاتے ہوں وہ اور اس کے حصے میں آئے ہوئے بے وقوف علماء و جہلا، علمائے اہلسنت کی بات کیا خاک سمجھ پائیں گے؟ اور جب بات سمجھتے نہیں ہیں تو اپنی بد فہمی سے جو دل دماغ میں آتا ہے اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔

یاد رہے بقول بانیٔ دینِ دیوبندیت قاسم نانوتوی میلاد "حبِّ رسول ﷺ کے بڑے درجے" کو حاصل کرنے والے ہی کرتے ہیں۔ جیسا کہ اشر فعلی تھانوی کہتا ہے:

" حضرت مولانا محمد قاسم سے کسی نے کہا کہ میرٹھ کے مولانا عبد السمیع صاحب بیدل بکثرت میلاد پڑھتے اور پڑھواتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کہ بھائی ان کو "حبّ رسول ﷺ کا بڑا درجہ حاصل ہے دعا کرو مجھے بھی وہ حاصل ہو جائے"

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۲۴، ص ۱۱۷)

مگر سننے والے نے قاسم نانوتوی اور اس کے قائم کردہ دینِ دیوبندیت کے متبعین کے لیے "حبِّ رسول ﷺ" کے لیے نہ دعا کی، اور نہ یہ لوگ میلاد کرتے ہیں۔ کاش کہ اس نے دعا کر دی ہوتی تو اس قوم کو بھی حب رسول ﷺ حاصل ہو جاتا اور یہ لوگ بھی میلاد کرنے لگتے۔۔۔

دیوبندیوں کے امیر المؤمنین فی الحدیث یونس جونپوری دیوبندی کہتے ہیں:

"میلاد خوانی کو ہمارے اکابر منع کرتے تھے، مگر بعض جگہ یہی میلاد ضروری ہو جاتا ہے۔ یہی ایمان بچاتا ہے، میلاد کے قائل حافظ ابن حجر عسقلانی، محمد بن یوسف الشانی اور صاحب السیرۃالشامیہ رحمہم اللہ جیسے اکابر تھے"

(ملفوظات مع مختصر سوانح حیات شیخ محمد یونس صاحب، صفحہ ۷۷)

اب بھی اگر دیوبندی اسی ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہتے ہیں تو بس یہی کہا جا سکتا ہے

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم

اور شیطانی گروہ کے تمام تر جہلا و علماء جو ہم اہلسنت سے جشنِ عید میلاد النبی ﷺ (اور اس کے انتظامات مثلاً جھنڈے لائٹنگ وغیرہ) پر قرونِ ثلاثہ سے موازنہ کر کے بعینہٖ کرنے کا ثبوت مانگتے ہیں اور جہالت آمیز تحریریں لکھتے ہیں جس کا علماء نے بار بار ہزاروں بار دلائل و براہین کے ساتھ کافی وشافی جوابات دیئے ہیں مگر کتے کی دم ٹیڑھی کی
ٹیڑھی کے مصداق بن کر جہالت پر جہالت کرتے رہتے ہیں، اس لیے ان سب سے میرا کہنا ہے:
تم دشمنِ رسول کا کون سا کام ہے جو بعینہٖ قرونِ ثلاثہ جیسا ہے ؟؟؟؟
کیا تمہارے مدارس اور ان کے تمام جھام (یعنی ان کے انتظامات میں جو کچھ کرتے ہیں) کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟
تمہاری سیرت النبی ﷺ کانفرنس اور اس کے تمام جھام کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟
تمہاری مساجد اور اس میں اپنے آرام اور نام و نمود کے لیے جو تمام جھام کر رکھے ہیں اس کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟

تمہاری تبلیغی جماعت اوراس کے تام جھام کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟

تمہارے مناظرے اوراس کے تام جھام کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟

تمہاری شادی اوراس کے تام جھام کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟

تمہاری عاشقی کا اڈا خانقاہ اوراس کے تام جھام کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟

تمہاری عیدیں اوراس کے تام جھام کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟

تمہارے چندے کے دھندے اوراس کے تام جھام کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے ہے ؟

تمہارے ایسے بے شمار کام اور معمولات ہیں جن کا بعینہٖ ثبوت قرونِ ثلاثہ سے تم کیا تمہارے اکابرین جو مر کر مٹی میں مل گئے وہ بھی تمہارے اصول کے مطابق ثبوت نہیں دے سکتے ہیں۔ پھر کس منہ سے جشنِ میلاد النبی ﷺ پر قرونِ ثلاثہ سے ثبوت مانگتے ہو؟؟؟

کیا اگر مستحب عمل میں برائیاں جمع ہوں تو اس کو بند کر دینا چاہیے

ادارہ

اس کا جواب یہ کہ اگر کسی عمل میں منکرات شریعہ مل جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا۔ وہ حرام تب ہو گا جب ان منکرات کے بغیر اس کا تصور ہی نہ ہو۔ اور اگر منکرات شریعہ میں اس میں داخل ہو جائے تو ان منکرات کو دور کیا جائے گا۔ دیکھو شامی میں ہے

ولا تترك لما يحصل عندها من منكرات و مفاسد كا ختلاط الرجل با لنسا ء وغيرها لان القربات لا تترك لمثل ذلك بل على الا نسان فعلها و انكار البدع

یعنی زیارت قبور اس لئے مت چھوڑ دے کہ وہاں ناجائز کام ہوتے ہیں جیسے مرد عورت کا خلط کیونکہ ان جیسی ناجائز باتوں سے مستحبات نہیں چھوڑے جاتے بلکہ انسان پر ضروری ہے کہ زیارت قبور کرے اور بدعت کو روکے

اسی طرح امداد المشتاق میں ہے:۔

اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہقں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے عمور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(امداد المشتاق ص 91)

عبدالشکور مرزاپوری لکھتے ہیں:۔

شرعیہ کے خلاف نہ ہونے کے باعث اصلاً جائز ہے اور اس کے غیر معمولی رواج نے اُس کو اس حد تک پہنچادیا ہے کہ اگراس کے مفاسد کی اصلاح کر دی جائے تو اس سے بہت سے فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ ہیں میرے نزدیک فیصلہ یہ ہونا چاہیے۔ کہ اس میں خوابیاں اور برائیاں پیدا ہو گئی ہیں، اگران کی اصلاح ناممکن ہو تو واقعی اس کو بند کر دیا جائے اور اگر اصلاح ممکن ہو تو پھر علماء معلمین اس طرف توجہ کر کے اس کو کار آمد اور مفید بنانے کی کوشش کریں۔

(تاریخ میلاد ص153)

اس عبارت کی روشنی میں ہم عرض کرتے ہیں کہ جہاں اس سے میلاد کا جواز پیدا ہوتا ہے ،وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر ممکن ہو تو مفاسد کی اصلاح کی جائے۔اور موجودہ دور کے جس قدر بھی مفاسد ہیں،ان کی اصلاح ممکن ہے،اس لئے بجائے میلاد پہ اعتراض کرنے کے مخالفین ہمارے ساتھ مل کر خرافات کی اصلاح کریں۔

واقعہ حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا اور میلاد النبی ﷺ

ڈاکٹر فیض احمد چشتی

محترم قارئینِ کرام : وہابی نجدی مذہب کے بانی محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے بیٹے شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوھاب نے اپنی کتاب ''مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم '' میں رقم کیا ہے :

وأرضعته صلى الله عليه وسلم ثويبة عتيقة أبي لهب، أعتقها حين بشرته بولادته صلى الله عليه وسلم. وقد رؤى أبو لهب بعد موته في النوم فقيل له: ما حالك؟ فقال: في النار، إلا أنه خفف عني كل اثنين، وأمص من بين إصبعي هاتين ماء ۔ وأشار برأس إصبعه ـ وإن ذلك بإعتاقي ثويبة عندما بشرتني بولادة النبي صلى الله عليه وسلم وبإرضاعها له ـ

ترجمہ : ابو لہب کی آزاد کردہ باندی ''ثویبہ '' کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت رضاعت کا شرف ملا، ابو لہب نے انہیں اس وقت آزاد کیا تھا جس وقت انہوں نے اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت کی بشارت سنائی تھی ۔ اور ابو لہب کے مرنے کے بعد اسے خواب میں دیکھا گیا، اس سے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے ؟ تو اس نے کہا : میں عذاب میں ہوں البتہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے، اور میں اپنی

ان دونوں انگلیوں کے درمیان پانی چوستا ہوں (اس نے اپنی انگلی کی پور کی جانب اشارہ کیا) اور یہ ثویبہ کو اس موقع پر آزاد کرنے کی برکت ہے جس وقت اس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی بشارت دی تھی، اور خدمت رضاعت کا شرف حاصل کیا تھا۔

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوھاب نجدی نے اس روایت سے جواز میلاد پر استدلال کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے:

قال ابن الجوزی : فإذا کان ھذا أبو لھب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه لیلة مولد النبی صلی الله علیه وسلم به فما حال المسلم الموحد من أمته صلی الله علیه وسلم یسر بمولده؟۔

ترجمہ: ابن جوزی نے کہا: جب کافر ابو لہب کہ جس کی مذمت میں قرآن کریم کی سورت نازل ہوئی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی شب خوش ہونے پر ثواب دیا جارہا ہے تو آپ کی امت کا مؤمنِ موحّد جب آپ کی ولادت پر اظہار مسرت کرتا ہے تو وہ کس قدر نوازا جائے گا۔

(مختصر سیرة الرسول صلی الله علیه وسلم لعبد الله بن محمد بن عبد الوهاب، باب رضاعه من ثویبة عتیقة أبی لهب ،ج ۱، ص۱۰- مطبوعه: دار الفیحاء دمشق۔ مختصر سیرة الرسول صلی الله علیه وسلم لعبد الله بن محمد بن عبد الوهاب، باب رضاعه من ثویبة عتیقة أبی لهب ،ج ۱،ص۱۶/ ۱۷-مطبوعه: دار السلام الریاض،چ شتی)،(مختصر سیرة الرسول مترجم اردو صفحه نمبر ۳۲ عبد الله بن محمد بن عبد الوهاب نجدی)، (مختصر سیرة الرسول عربی صفحه نمبر ۲۳ عبد الله بن محمد بن عبد الوهاب نجدی)،(بیان المولد النبوی صفحه نمبر ۷۰)

ابو لہب جیسے کافر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کیا تو ہر پیر کو عذاب میں کمی ہو جاتی۔

(توفیق الباری شرح بخاری جلد 8 صفحہ 194 مترجم وہابی عالم)

امامُ الوہابیہ و دیابنہ علامہ حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم جب پیدا ہوئے ثوبیہ نے ابو لہب کو خوشخبری دی اس نے اسے اس خوشی میں آزاد کر دیا جب مر گیا تو اسے مرنے کے بعد عذاب میں کمی ہوتی تھی اس کی انگلی سے مشروب جاری ہوتا جسے وہ پیتا۔

(تحفۃُالودود صفحہ نمبر 33)

کب تک انکار کروگے نادانو جب ایک کافر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے پر عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے یہ سب تعظیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے تو جب مسلمان اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منائے گا اسے کتنا اجر و فائدہ ملے گا امام عسقلانی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور امام جزری علیہم الرّحمہ جیسے جلیل القدر محدثین فرماتے ہیں اللہ کی قسم جس کے قبضے میں ہمارے جان ہے اللہ مسلمان کو اجر عطاء فرمائے گا۔ یہ تم لوگوں کی بد نصیبی و بغض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ مثال ہے کبھی احادیث کو ضعیف کہہ کر انکار، کبھی کافر کے طعنے دے کر انکار ظالمو یہ خواب صحابی رسول نے بیان کیا ہے اور کبھی سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیئے خود حدیث و روایت کا انکار کر دیتے صحیح بخاری شریف اور تمہارے بڑوں سے دوسرا حوالہ یعنی وہابی علماء سے پیش خدمت ہے اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائے آمین۔

شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ابولہب کی باندیوں میں سے ثویبہ لونڈی نے ابولہب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی جسے سن کر ابولہب نے اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے کسی ساتھی نے اسے خواب میں دیکھ کر اس کا حال پوچھا تو جواب دیا جہنم میں پڑا ہوں البتہ اتنا ضرور ہے کہ ہر پیر کی رات کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اپنی ان دو انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ان انگلیوں سے میں نے اپنی لونڈی ثویبہ کو اس لئے آزاد کیا تھا کہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی تھی۔ اس صلہ میں ان دونوں انگلیوں سے کچھ پانی پی لیتا ہوں۔

(مومن کے ماہ و سال صفحہ 84-85)

میلاد شریف کرنے والوں کے لئے اس میں سند ہے جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا۔ جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی سے بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے۔

(مدارج النبوۃ مترجم اردو جلد دوم صفحہ نمبر 35)

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ روایت کی تشریح جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے ایک کافر چچا ابولہب کا ذکر ہے کہ اُسے بھی اللہ تعالیٰ نے آمدِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی خوشی منانے پر اَجر سے محروم نہیں رکھا، حالاں کہ وہ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین میں سرِ فہرست تھا۔ یہ ایسا بد بخت شخص تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کی مذمت میں پوری سورت نازل فرمائی۔

اِرشاد فرمایا: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ۔

ترجمہ: ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ ہو جائے (اُس نے ہمارے حبیب پر ہاتھ اُٹھانے کی کوشش کی ہے) اُسے اُس کے (موروثی) مال نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور نہ ہی اُس کی کمائی نے عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں جا پڑے گا۔

(سورہ لہب، 111:1-3)

نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے حوالہ سے مشہور واقعہ کتبِ اَحادیث میں مذکور ہے کہ ابو لہب نے اپنی ایک لونڈی ثویبہ کو وقتِ ولادت حضرت سیدہ آمنہ رضی للہ عنہا کی خدمت کے لیے بھیجا۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ثویبہ دوڑتے ہوئے ابو لہب کے پاس پہنچی اور اسے بھتیجا پیدا ہونے کی خوش خبری سنائی۔ بھتیجے کی پیدائش کی خبر سن کر ابو لہب اتنا خوش ہوا کہ اُس نے وہیں اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا: ثویبہ! جا میں نے تجھے نومولود (صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم) کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کیا۔ ابو لہب جب حالت کفر پر ہی مر گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ مرنے کے بعد تجھ پر کیا گزر رہی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں دن رات سخت عذاب میں جلتا ہوں لیکن جب پیر کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور میری انگلیوں سے پانی جاری ہو جاتا ہے جسے پی کر

مجھے سکون ملتا ہے۔اِس تخفیف کا باعث یہ ہے کہ میں نے پیر کے دن اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم) کی ولادت کی خوش خبری سن کر اپنی خادمہ ثویبہ کو ان انگلیوں کا اشارہ کرتے ہوئے آزاد کر دیا تھا۔یہ واقعہ حضرت زینب بنت اَبی سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جسے محدثین علیہم الرّحمہ کی کثیر تعداد نے واقعہ میلاد کے تناظر میں نقل کیا ہے ۔اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194۔256ھ) کی الصحیح میں مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں

فلما مات أبولهب أريه بعض أهله بشرّ حيبة، قال له : ما ذا لقيت؟ قال أبولهب : لم ألق بعدكم غير أني سقيت في هذه بعتاقتي ثويبة۔

ترجمہ : جب ابو لہب مر گیا تو اس کے اہل خانہ میں سے کسی کو اُسے خواب میں دکھایا گیا۔وہ برے حال میں تھا۔(دیکھنے والے نے) اس سے پوچھا: کیسے ہو؟ ابو لہب نے کہا: میں بہت سخت عذاب میں ہوں، اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا۔ہاں مجھے (اس عمل کی جزا کے طور پر) اس (انگلی) سے قدرے سیر اب کر دیا جاتا ہے جس سے میں نے (محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

(بخاری، الصحیح، کتاب النکاح، باب وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم، ۵ : ۱۹۶۱، رقم : ۴۸۱۳) (عبد الرزاق، المصنف، ۷ : ۴۷۸، رقم : ۱۳۹۵۵) (عبد الرزاق، المصنف، ۹ : ۲۶، رقم : ۱۶۳۵۰) (مروزی، السنة : ۸۲، رقم : ۲۹۰) (بیهقی، السنن الکبری، ۷ : ۱۶۲، رقم : ۱۳۷۰۱) (بیهقی، شعب الإیمان، ۱ : ۲۶۱، رقم : ۲۸۱) (بیهقی، دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشريعة، ۱ : ۱۴۹) (ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱ : ۱۰۸، چشتی) (ابن ابی دنیا نے ''کتاب المنامات (ص : ۱۵۴، رقم : ۲۶۳)'' میں اس نے حسن اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے) (بغوی، شرح السنة، ۹ : ۷۶، رقم :

۲۲۸۲)(ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱ : ۶۲ ۱۲)(سهیلی، الروض الانف فی تفسیر السیرة النبویة لابن هشام، ۳ : ۹۸، ۱۳۹۹)(زیلعی، نصب الرایة لاحادیث الهدایة، ۳ : ۱۶۸ ۱۴)(ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ۶۷ : ۱۷۱، ۱۷۲ ۱۵)(ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۲ : ۲۲۹، ۱۶۲۳۰)(عسقلانی، فتح الباری، ۹ : ۱۷۱۴۵)(عینی، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ۲۰ : ۱۸۹۵)(شیبانی، حدائق الانوار، ۱ : ۱۹۱۳۴. عامری، شرح بهجة المحافل، ۱ : ۲۰۴۱)(انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری، ۴ : ۲۷۸)

یہ روایت اگرچہ مرسَل ہے لیکن مقبول ہے، اِس لیے کہ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (194۔256ھ) نے اسے اپنی ''الصحیح'' میں نقل کیا ہے اور اَجل علماء و حفاظِ حدیث علیہم الرّحمہ نے اِس پر اعتماد کرتے ہوئے اِس سے اِستشہاد و اِستناد کیا ہے۔ ثانیاً یہ روایت فضائل و مناقب کے باب میں ہے نہ کہ حلال و حرام میں؛ اور مناقب و اَحکام کے مابین حدیث کے اِستدلال میں فرق کو علماء خوب جانتے ہیں۔

(1) اُصولِ حدیث میں مرسل اُس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کی سند کا آخری حصہ یعنی تابعی سے اوپر کا کوئی راوی ساقط ہو۔

(2) اِس کا حکم یہ ہے کہ جب اَجل تابعی تک یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو قابلِ حجت ہو گی۔

(3) تین فقہی مذاہب کے بانیان. اِمام اَعظم ابو حنیفہ (80۔150ھ)، اِمام مالک (93۔179ھ) اور اِمام اَحمد بن حنبل (164۔241ھ) علیہم الرّحمہ۔ اور محدّثین کی کثیر

جماعت کے نزدیک مرسل روایت قابل حجت ہوتی ہے بشرطیکہ ارسال کرنے والا ثقہ ہو اور وہ ثقہ ہی سے ارسال کرتا ہو۔

(4)ان کی دلیل یہ ہے کہ ثقہ تابعی کے متعلق یقینی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و سلم کے متعلق "قال رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذااو فعل کذااو فعل بحضرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے یہ فرمایا، یا یہ کیا یا آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے سامنے یہ کیا گیا)" تب ہی کہے گا جب وہ ثقہ راوی سے سنے گا۔

(ذهبی، الموقظة فی علم مصطلح الحديث : ۳۸)(ذهبی، الموقظة فی علم مصطلح الحديث : ۳۹)(سخاوی، کتاب الغاية فی شرح الهداية فی علم الرواية، ۱ : ۲۷۳)(ابن کثیر، الباعث الحثيث شرح اختصار علوم الحديث : ۴۸)(ابن حجر عسقلانی، نزهة النظر بشرح نخبة الفكر فی مصطلح حديث أهل الاثر : ۳۶، ۳۷)(سخاوی،کتاب الغاية فی شرح الهداية فی علم الرواية،۱: ۲۷۲)(ابن کثیر، الباعث الحثيث شرح اختصار علوم الحديث : ۳۴۸)(عبد الحق محدث دهلوی، مقدمة فی أصول الحديث : ۴۲، ۴۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (773-852ھ) "نزھۃ النظر بشرح نخبۃ الفکر فی مصطلح حدیث اھل الاثر صفحہ نمبر 37 میں لکھتے ہیں:۔

اِمام اَحمد کے ایک قول اور مالکی و حنفی فقہاء کے مطابق حدیثِ مرسل مطلقاً مقبول ہوتی ہے، اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی اور سند (خواہ وہ سند متصل ہو یا مرسل) سے مرسل روایت کی تائید ہو جائے تو وہ مقبول ہے ورنہ نہیں۔

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م 1014ھ) شرح شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں:۔

ابن جریر نے یہ تصریح کی ہے کہ حدیث مرسل قبول کرنے پر تمام تابعین رضی اللہ عنہم کا اِجماع ہے اور کسی تابعی سے اس کا انکار منقول نہیں۔ اور نہ اس کے بعد دو سو (200) سال تک ائمہ میں سے کسی نے اس کا انکار کیا اور یہی وہ قرونِ فاضلہ ہیں جن کے خیر پر برقرار رہنے کی رسول للہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے شہادت دی۔

ذیل میں ہم اِس روایت کے بارے میں چند ائمہ کرام کے ملفوظات نقل کریں گے، جنہوں نے اِس واقعہ سے جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کا اِستشہاد واِستناد کیا ہے:

حافظ شمس الدین محمد بن عبد للہ جزری (م 660ھ) اپنی تصنیف ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' میں لکھتے ہیں:۔

إذا كان أبولهب الكافر الذى نزل القران بذمه جوزىَ فى النار بفرحه ليلة مولد النبى صلى الله عليه وآله وسلم به، فما حال المسلم الموحد من أمة النبى صلى الله عليه وآله وسلم يسر بمولده، وبذل ما تصل إليه قدرته فى محبته صلى الله عليه وآله وسلم؟ لعمرى إنما يكون جزاؤه من الله الكريم أن يدخله بفضله جنات النعيم۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اَجر میں اُس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے۔ تو اُمتِ محمدیہ کے اُس مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہو گا جو آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی محبت و عشق میں حسبِ اِستطاعت

خرچ کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی خوشی منانے کے طفیل اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائے گا۔

(سیوطی، الحاوی للفتاوی : ۲۰۶)(سیوطی، حسن المقصد فی عمل المولد : ۶۵، ۶۶)(قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱: ۱۴۷)(زرقانی، شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱: ۲۶۰، ۲۶۱)(یوسف صالحی، سبل الهدی والرشاد فی سيرة خير العباد صلی الله عليه وآله وسلم، ۱: ۳۶۶، ۳۶۷)(نبهانی، حجة الله علی العالمين فی معجزات سيد المرسلين صلی الله عليه وآله وسلم : ۲۳۷، ۲۳۸، چشتی)

حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی (777۔842ھ) ''مورد الصادی فی مولد الہادی'' میں فرماتے ہیں:۔

قد صح أن أبالهب يخفّف عنه عذاب النار فی مثل يوم الإثنين لإعتاقه ثويبة سرورًا بميلاد النبی صلی الله عليه وآله وسلم۔

ترجمہ: یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کرنے کے صلہ میں ہر پیر کے روز ابو لہب کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔

اِس کے بعد محمد بن ناصر الدین دمشقی نے درج ذیل اَشعار پڑھے:۔

إذا كان هذا كافر جاء ذمهوتبت يداه فی الجحيم مخلّداأتی أنه فی يوم الاثنين دائمايخفّف عنه للسرور بأحمدافما الظن بالعبد الذی طولُ عمرهبأحمد مسروراً ومات موحدا

ترجمہ: جب ابو لہب جیسے کافر کے لیے۔ جس کی مذمت قرآن حکیم میں کی گئی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں اُس کے ہاتھ ٹوٹتے رہیں گے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے میلاد کی خوشی منانے کی وجہ سے ہر سوموار کو اُس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ تو کتنا خوش نصیب ہوگا وہ مسلمان جس کی ساری زندگی عبادتِ الٰہی اور میلاد کی خوشیوں میں بسر ہوئی اور وہ حالتِ اِیمان پر فوت ہوا۔

(سیوطی، الحاوی للفتاوی : ۲۰۶)(سیوطی، حسن المقصد فی عمل المولد : ۶۶)(نبهانی، حجة الله علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی الله علیه وآله وسلم: ۲۳۸)۔(صحیح بخاری ،کتاب النکاح)

یہ حدیث کہیں مختصراً اور کہیں مطولاً کتاب ا لنکاح کے علاوہ بھی وارد ہوئی ہے، رقم احادیث اس طرح ہیں۔۵۱۰۶، ۵۱۰۷، ۵۱۳۳، اور ۵۳۷۲)۔اے اہلِ اسلام: اس نعمت عظمی پر فرحت و مسرت کا اظہار کرنا تقاضۂ فطرت ہے، جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالی اسے اجر عظیم وثواب جزیل عطافرماتا ہے۔ صحیح بخاری شریف اور دیگر کئی کتب حدیث میں الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ روایت مذکور ہے، بعض روایتوں میں اختصار ہے اور بعض میں تفصیل ہے، صحیح بخاری شریف ج 2، صفحہ 764، کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: قال عروة و ثويبة مولاة لابی لهب كان ابولهب اعتقها فارضعت النبی صلی الله علیه وسلم فلما مات ابولهب اريه بعض اهله بشرحيبة قال له ماذا لقيت قال ابولهب لم الق بعدكم غير انی سقيت فی هذه بعتاقتی ثويبة۔

ترجمہ: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ثویبہ ابولہب کی باندی ہے، ابولھب نے انہیں آزاد کیا تھا تاکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلائیں، جب ابولہب مر گیا تو اس کے خاندان والوں میں کسی نے خواب میں اسے بدترین حالت میں دیکھا' اس سے کہا: تو

نے کیا پایا؟ ابو لہب نے کہا: میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کچھ آرام نہیں پایا' سوائے یہ کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس (انگلی) سے سیراب کیا جاتا ہوں۔

(صحیح بخاری شریف، کتاب النکاح، باب من قال لا رضاع بعد حولین، جلد نمبر 2، ص764، حدیث نمبر: 4711 عربی، چشتی۔ صحیح بخاری مترجم اردو جلد سوم صفحہ نمبر 224،225)

اس روایت کی شرح کرتے ہوئے شارحین صحیح بخاری شریف علامہ بدرالدین عینی حنفی اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہما الرّحمہ اپنی اپنی شرح میں دیگر کتب حدیث کے حوالہ سے تفصیلی روایت تحریر فرماتے ہیں۔ ہم یہاں علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح عمدۃ القاری ج،14 صفحہ 45، سے عبارت نقل کرتے ہیں:۔

وذكر السهيلي ان العباس رضي الله تعالى عنه قال لما مات ابولهب رايته في منامي بعد حول في شر حال، فقال مالقيت بعدكم راحة الا ان العذاب يخفف عني كل يوم اثنين، قال وذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين وكانت ثويبة بشرت ابالهب بمولده فاعتقها۔

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابو لہب مر گیا تو میں نے ایک سال کے بعد خواب میں اسے بدترین حالت میں دیکھا تو اس نے کہا: میں تم سے جدا ہونے کے بعد اب تک راحت نہیں پایا البتہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں وہ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن تولد ہوئے اور ثویبہ نے ابو لھب کو آپ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری دی تو اس نے انہیں آزاد کر دیا۔

(عمدۃ القاری، کتاب ا لنکاح، باب من قال لارضاع بعد حولین، ج14، ص45، چشتی)

یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ ذیل میں ان کتب احادیث میں بھی موجود ہے: (سنن کبری للبیہقی کتاب النکاح ،حدیث نمبر:۱۴۲۹۷- مصنف عبدالرزاق ، کتاب المناسك ج۷،حدیث نمبر:۱۳۵۴۶- جامع الاحادیث والمراسیل ، مسانید الصحابة ،حدیث نمبر:۴۳۵۴۵- کنزالعمال، ج۶،کتاب الرضاع من قسم الافعال ،حدیث نمبر۱۵۷۲۵)

سلف صالحین و علماء امت میں حافظ شمس الدین ابن الجزری نے اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی علیہم الرّحمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے موقع پر خوشی منانے اور فرحت و مسرت کا اظہار کرنے پر اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی فرماتے ہیں:

قدصح ان ابا لهب یخفف عنه عذاب النار فی مثل یوم الاثنین باعتاقه ثویبة سرورا بمیلاد النبی صلی الله علیه وسلم ثم انشد۔

ترجمہ: یہ صحیح روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارک پر خوش ہو کر ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے ابو لہب سے پیر کے دن دوزخ کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے پھر انہوں نے اشعار پڑھے' اس کا ترجمہ یہ ہے: جب یہ (ابولھب) کافر ہے جس کی مذمت میں "سورہ تبت یدا" نازل ہوئی اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا ہے تو احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد پر خوش ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ہر پیر کے دن اس سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے تو اس بندہ کے حق کس قدر اجر و ثواب کا گمان کیا جائے جو عمر بھر احمد

مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی منایا اور حالت ایمان میں انتقال کیا۔ علاوہ ازیں اس کا ذکر۔

(شرح المواہب للزرقانی ، ج1، ص 261 ، اور سبل الہدیٰ والرشاد ،ج،1،ص367،چشتی)

میں موجود ہے۔ خاص طور پر میلاد شریف کے دن اہتمام کرنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک سے ثابت ہے، چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ-

ترجمہ: سیدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روز دوشنبہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ میری ولادت کا دن ہے اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ أیام من کل شہر وصوم یوم عرفۃ وعاشوراء والاثنین والخمیس، حدیث نمبر:1978)

اسی روایت کے مطابق ہمارے اسلاف جو کہ اپنے دور کے مستند مفسر، محدث اور محقق رہے ہیں ان کے خیالات پڑھیۓ اور سوچیۓ کہ اس سے بڑھ کر جشن ولادت منانے کے اور کیا دلائل ہوں گے ؟ ابولہب وہ بدبخت انسان ہے جس کی مذمت میں قرآن کی ایک پوری سورۃ نازل ہوئی ہے لیکن محض اس وجہ سے کہ اس کی آزاد کردہ باندی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تو اس کا فائدہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو کچھ نہ کچھ ملتا رہا۔ سہیلی وغیرہ نے اس خواب کا اتنا حصہ اور بیان کیا ہے۔ ابولہب نے حضرت عباس سے یہ

بھی کہا کہ دوشنبہ پیر) کو میرے عذاب میں کچھ کمی کر دی جاتی ہے۔ علماء کرام نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت سنانے پر ثویبہ کو جس وقت ابولہب نے آزاد کیا تھا اسی وقت اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے۔(میلاد رسول صفحہ نمبر 18)

شیخ محقق حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مبارک: میلاد شریف کرنے والوں کے لئے اس میں سند ہے جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا۔ جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو محبت اور خوشی سے بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ نمبر 26، چشتی)

حضرت علامہ مولانا حافظ الحدیث ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مبارک: جب ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جزا نیک مل گئی (عذاب میں تخفیف) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے مسلمان موحد کا کیا حال ہو گا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا ہو اور حضور کی محبت میں حسب طاقت خرچ کرتا ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم اللہ کریم سے اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔

(مواہب لدنیہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 27)

ان محدثین کرام اور اسلاف علیہم الرّحمہ کے خیالات سے ثابت ہے کہ جشن ولادت منانا اسلاف کا بھی محبوب فعل رہاہے اور یہ بات واضح ہے کہ جب کافر محمد بن عبد للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشی منا کر فائدہ حاصل کر سکتاہے تو مسلمان محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا جشن منا کر کیوں فائدہ حاصل نہیں کر سکتا؟ بلکہ ابن الجزری نے تو قسم اٹھا کر فرمایاہے کہ میلاد منانے والوں کی جزا یہ ہے کہ للہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جنت میں داخل فرمادے گا۔ جہاں تک مروجہ طریقے سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کا سوال ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا رہا، لوگ ہر چیز احسن سے احسن طریقے سے کرتے رہے۔ پہلے مسجدیں بالکل سادہ ہوتی تھیں، اب اس میں فانوس اور دیگر چراغاں کرکے اس کو مزین کرکے بنایا جاتاہے۔ پہلے قرآن مجید سادہ طباعت میں ہوتے تھے، اب خوبصورت سے خوبصورت طباعت میں آتے ہیں وغیرہ اسی طرح پہلے میلاد سادہ انداز میں ہوتا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تابعین اپنے گھروں پر محافلیں منعقد کرتے تھے اور صدقہ وخیرات کرتے تھے۔ منکرین سے صرف اتنی گذارش ہے ایک کافر جس کی مذمّت میں قرآن نازل ہوا اگر وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وسلم کی ولادت پر بھتیجا سمجھ کر خوشی کا اظہار کرتاہے تو اسے بھی فائدہ حاصل ہوتاہے جبکہ ابولہب کافر تھا جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزادی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی سے بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتاہے تم تو اس کافر سے بھی گئے گذرے ہو اور بدنصیب بھی۔

میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تین دیوبندی تین عبارتیں

غلام غوث

پہلا دیوبندی: حسین احمد مدنی کے مکتوبات کے حاشیہ میں نجم الدین اصلاحی اپنی دیوبندی سوچ کا اظہار اس طرح کرتا ہے: موجودہ میلاد کی تقریبات کرسمس ڈے اور ہندوؤں کے جنم دن یعنی ولادت کنہیا جی وغیرہ سے مشابہت رکھتی ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، جلد ۳، صفحہ ۱۸۴)

دوسرا دیوبندی: وہابی خلیل براہین قاطعہ میں لکھتا ہے کہ: یہ ہر روز اعادہ ولادت کا مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

(صفحہ نمبر ۱۵۲)

تیسرا دیوبندی: مولوی ساجد نقلبندی مجلہ "صفدر" میں اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے کہ "بریلویوں کا یہ ایجاد کردہ تہوار کافی حد تک عیسائیوں کے مذہبی تہوار "کرسمس" سے ملتا ہے"

(بحوالہ مجلہ صفدر شمارہ نمبر 82، ص 64)

جشن عید میلاد اور عشق مصطفی ﷺ

محمد ممتاز تیمور قادری رضوی

اللہ رب العزت نے ہمیں بہت سی نعمتوں سے نوازا مگر ان سب نعمتوں کے حصول کا ذریعہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔آپکی بدولت ہی ہمیں ایمان،ایقان، عرفان، رمضان اور قرآن سب کچھ آپ کے ہی در سے ہی ملا۔آپ ﷺ اللہ کا بہت بڑا احسان ہیں اور اسی احسان کا شکر ادا کرنے کے لیے اہل ایمان میلاد کی محفلیں سجاتے ہیں۔اور حضور ﷺ سے عشق و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر کچھ بد نصیب لوگ اس کو بدعت سیئہ و ناجائز قرار دیتے ہوئے نہیں شرماتے۔اسی عادت بد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دیوبندی مولوی نے میلاد شریف کو بدعت ثابت کرنے کے لیے ایک چند ورقی پمفلٹ لکھ مارا مگر جس طرح اس کے اکابر بھی میلاد کے بدعت ہونے پر دلیل نہ دے سکے یہ بھی دلیل دینے سے قاصر رہا۔

بہر حال مصنف مذکورہ نے عنوان بالا قائم کر کے یہ لکھا کہ آج کل کچھ لوگ عشق مصطفی کے دعوے دار ہیں مگر وہ ہمیشہ حضور ﷺ کے ارشادات کی حکم عدولی کرتے ہیں اور اپنے سوا ہر کسی کو گستاخ و کافر قرار دیتے ہیں۔(ملخصاً)

اب مصنف مذکور کو ہم بتاتے ہیں کہ کون لوگ حضور ﷺ کی اطاعت کو چھوڑ کر اپنے مولویوں کے پیچھے دوڑتے ہیں اور آپ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کے بجائے اپنے خود ساختہ اصولوں کو مانتے ہیں۔ یہ صرف اور صرف دیوبندی حضرات ہیں جو رشید و قاسم کے

قائم کردہ دین پر عمل پیراہیں (صحبتے بااولیا ۱۲۵) جن کے نزدیک نجات مولوی رشید احمد کی اتباع پر موقوف ہے (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷) اور اسی کی اتباع کرتے ہوئے یہ لوگ مجلس میلاد کو بدعت کہنے سے دریغ نہیں کرتے جب کہ ذکر میلاد خود قرآن سے ثابت ہے۔ آگے مصنف مذکور نے ایک حدیث نقل کر کے لکھا کہ

''آخری زمانہ میں ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے بزرگان دین کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کریں گے۔''

بالکل صحیح بات ہے اور یہ لوگ دیوبندی ہی ہیں جو نہ صرف بزرگان دین بلکہ جھوٹی احادیث اور اپنی طرف سے عربی کی عبارات کو قرآن کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ نمونے کے طور پر ہم صرف ایک ثبوت پیش کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھ کو بھائی کہو (فتاوی رشیدیہ ج ا ص ۱۳)

اب ہے کوئی دیوبندی جو ہمیں یہ حدیث دکھائے۔ بہر حال جھوٹی باتیں اور کتابیں منسوب کرنا یہ دیوبندیوں کا ہی کام ہے۔ ہمیں اس پر زیادہ دلائل دینے کی ضرورت نہیں۔ ان کے گھر کی گواہی پیش کر کے آگے چلتے ہیں۔ حسین احمد مدنی نے ایک کتاب لکھی ''الشھاب الثاقب''، اس کتاب میں اس نے من گھڑت حوالے بغیر تحقیق کیے لکھ دیئے۔ دیوبندی تقی عثمانی نے اس بات کا اقرار ان الفاظ میں بیان کیا کہ

''اس [شہاب ثاقب] میں ایک خاص کمزوری یہ ہے کہ اس میں ''سیف النقی'' کے اعتماد پر ۲ حوالے غلط دے دیئے گئے ہیں...اس غلطی نے ''الشہاب الثاقب'' کی افادیت کو بہت نقصان پہنچایا''۔ (نقوش رفتگان ۲۹۹، ۴۰۰ تقی عثمانی)

لہٰذا غلط حوالے دینا جھوٹی کتابیں منسوب کرنا ان کا ہی کام ہے۔ مصنف مذکور نے اسی عنوان کے ساتھ کچھ اعتراضات کئے ہیں جن کا جواب ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

کیا جشن میلاد بدعت ہے؟

جناب والا نے سب سے پہلا یہ اعتراض کیا کہ جشن میلاد کا قرون ثلاثہ میں کوئی ثبوت نہیں۔ لہٰذا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ایسے ہی سرفراز صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

ان کو صرف اور صرف اس مرکزی نقطہ پر نگاہ جمانی چاہئے تھی کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے اور اہل خیر القرون نے کہا اور کیا وہی دین ہے۔

(راہ سنت ص 161)

قرون ثلاثہ کی قید کی حقیقت

جواب نمبر ا:

تو اس کا جواب اپنے حکیم الامت سے سماعت کریں آپ کے حکیم الامت صاحب لکھتے ہیں:

اگر بدعت کے یہ معنی ہیں جو ان حضرات نے سمجھے ہیں کہ جو چیز خیر القرون میں نہ ہو۔ تو خیر القرون میں ان کا وجود بھی نہ تھا پس یہ مجسم بدعت ہوئے کیا خرافات ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

خیر القرون میں نہ ہونا اب ہونا بدعت کو مستلزم نہیں۔

(ملفوظات حکیم الامت ۱۱۹/۲ ملفوظ نمبر ۱۵۸)

تو مجسم بدعت جناب معاند صاحب پہلی بات تو یہ کہ کسی عمل کا خیر القرون میں نہ ہونا اس کو بدعت نہیں بناتا۔

ایسے ہی فتاوی دارالعلوم زکریا میں مفتی رضاالحق دیوبندی لکھتا ہے :۔
مثلاً کوئی کہے کہ موجودہ ترتیب کے ساتھ مجالس ذکراور عمل دعوت آنحضرت اور صحابہ نے نہیں کیاتو یہ بدعت ہے صحیح نہیں۔

(فتاوی دارالعلوم زکریاج ا ص۱۷۵)

پھر فتاوی فریدیہ میں بدعت کی بحث کرتے ہوئے مفتی فرید کہتاہے :
جو چیز خیر القرون میں نہ بنفسہ ثابت ہو نہ باصلہ ثابت ہو تو وہ بدعت سیئۃ ہے۔اور جو بنفسہ ثابت نہ ہو۔لیکن باصلہ ثابت ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے۔

(فتاوی فریدیہ ۱/۲۸۵)

پھر دیکھئے آپ کے مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوا:
سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے کہ نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔
اس کے جواب میں کہتے ہیں:
الجواب: قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔اس کی اصل شرع سے ثابت ہے لہذا بدعت نہیں۔

(فتاوی رشیدیہ حصہ دوئم ۸۹)

ان تمام عبارات سے واضح ہو گیا کہ قرون ثلاثہ میں کسی چیز کا نہ ہونا بدعت کو ملتزم نہیں۔ اگر کسی چیز کی اصل ثابت ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے جو اصل میں سنت ہی ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ج ا ص ۸۸)

اب مولوی اشرفعلی تھانوی قل بفضل اللہ و برحمتہ۔۔۔الخ کے تحت لکھتا ہے کہ

اور خوب سمجھ لیناچاہیے کہ جب قرآن مجید میں خود حضور کے وجود باوجود کی نسبت۔۔ صیغہ امر فلیفرحوا موجود ہے تو اس فرحت کو کون منع کر سکتا ہے غرض حضور کی ولادت شریفہ پر فرحت اور سرور کو کوئی منع نہیں کر سکتا۔

(مواعظ میلاد النبی ص ۹۵)

اسی طرح لکھتا ہے:

معلوم ہوا کہ ولادت پر فرح، جائز و موجب برکت ہے (۵۰)

تو جناب آپ کے رشید صاحب کہتے ہیں کہ ختم بخاری کی اصل شرع سے ثابت ہے اس لیے بدعت نہیں تو پھر جب اشرف علی کے مطابق جشن میلاد خود قرآن سے ثابت ہو گیا تو پھر یہ بدعت کیسے ؟؟؟

جواب نمبر ۲:

پھر مولوی رشید احمد سے سوال ہوا کہ

مسئلہ: قرون ثلاثہ میں تقلید شخصی کا ثبوت ہے یا نہیں۔ جواب دیا: تقلید شخصی قرآن سے ثابت ہے پھر قرون ثلاثہ کی کیا پوچھ ہے۔ قول تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

(فتاوی رشیدیہ حصہ ۱۵۷)

تو جناب ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب جشن میلاد خود قرآن سے ثابت ہے پھر قرون ثلاثہ کی کیا پوچھ ؟

اصل میلاد

وہابی حضرات کی عادت ہے کہ ہر دلیل کے جواب میں صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ کیا صحابہ نے منایا؟؟

اس کا جواب ہم اوپر دے آئے کہ صحابہ نے بھی میلاد منایا۔ حضور ﷺ کا تذکرہ کیا ۔بہر حال یہاں دوبارہ پھر عرض ہے ہمارا دعوی ہے کہ میلاد کی اصل ثابت ہے۔

جشن میلاد کی پہلی اصل

جشن میلاد کی ایک اصل تو یہ کہ حضور ﷺ خود اپنا میلاد منایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انی عند اللہ فی اول الکتاب لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وسأنبکم بتأویل ذلك دعوۃ ابی ابراھیم وبشارۃ عیسی قومہ ورؤیا امی التی رات انہ خرج منھا نور اضاءت لہ قصور الشام قال نعم

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ کے ہاں مجھے سب سے پہلے خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا جبکہ آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر تیار کیا جا رہا تھا اور عنقریب میں تمہیں اس کی تاویل سے آگاہ کروں گا (میں) اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور وہ بشارت ہوں جو حضرت عیسی ؑ نے اپنی قوم کو دی تھی اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا ہے جس سے ان کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے، انہوں نے کہا: جی ہاں۔

(مستدرک علی الصحیحین ج ۲ ص ۶۵۶ دار الکتب علمیہ بیروت)

جشن میلاد کی دوسری اصل

اس کی ایک اصل یہ بھی کہ صحابہ نے بھی میلاد منایا۔ امام بخاری کے استاد امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے اصحاب کے ایک حلقہ سے گزر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا ما اجلسکم تم یہاں کیوں بیٹھے ہو انہوں نے کہا جلسنا ندعو اللہ و نحمد علی ماھدانا لدینیہ و من علینا بک ہم اللہ کا ذکر کرنے اور اس نے ہمیں جو اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اس پر حمد و ثنا بیان کرنے اور اس نے آپ ﷺ کو بھیج کر ہم پر جو احسان کیا، اس کا ذکر کرنے کے لیے یہ جلسہ منعقد کیا ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی

آپ فرماتے ہیں:

وقد ظھر لی تخریجھا علی اصل ثابت وھو ماثبت فی الصحیحین

یعنی میں نے جشن میلاد کو شرع میں ایک ثابت شدہ اصل پر جائز ثابت کیا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کی شہادت

آپ میلاد کے متعلق فرماتے ہیں:

اس کا وجود زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ میں بھی تھا اگرچہ اس نام سے نہ تھا، ماہرین فن حدیث پر یہ مخفی نہ ہوگا کہ صحابہ مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل نبویہ اور ولادت احمدیہ کا ذکر کرتے تھے۔

(مجموعہ فتاوی ج۲ ص ۱۵۰)

اس حوالہ سے یہ ثابت ہوا کہ دور نبوی و صحابہ میں میلاد کی اصل ثابت ہے۔

جواب نمبر ۴

میلاد اور علمائے دیوبند

حاجی صاحب لکھتے ہیں:

پس ان تخصیصات کو کوئی شخص عبادت مقصودہ نہیں سمجھتا، بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے، مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئات سبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ۱۲)

آگے لکھتے ہیں:

اس کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔(فیصلہ ہفت مسئلہ ۸۷ دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

اسی طرح حاجی صاحب اپنا عمل لکھتے ہیں کہ:

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال اپنے گھر منعقد کرتا ہوں۔

(ہفت مسئلہ ۲۷)

باقی رہ گئی یہ بات کہ حاجی صاحب کا قول حجت ہے کہ نہیں تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ تذکرۃ الرشید میں موجود ہے:

مگر اعلیٰ حضرت کی راست گو زبان جو کہ حقیقت میں فرمان رحمٰن کی ترجمان تھی۔

(تذکرۃ الرشید، ج ا ص ۵۳)

مولوی اشرف علی حاجی صاحب کا قول نقل کر کے کہتا ہے کہ:

''کیونکہ حاجی صاحب کا اجتہاد بعض علماء کے موافق ہے۔''

(امداد المشتاق ۹۲، اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور)

اور جناب اجتہاد مجتہد کرتا ہے پیر یا شیخ نہیں۔

اس کے علاوہ دیوبندی کہتے ہیں کہ فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی صاحب کا ہے ہی نہیں یہ اشرف علی تھانوی کا ہے اور اس نے رجوع کر لیا تھا۔

(مناظرہ کوہاٹ)

یہ تو الگ مسئلہ ہے کہ تھانوی نے رجوع کیا تھا کہ نہیں مگر فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی صاحب کا ہی ہے۔ مولوی سرفراز لکھتا ہے کہ : نفس مضمون حاجی صاحب کا ہے۔

(راہ سنت ١٦٦)

جب نفس مضمون حاجی صاحب کا ہے تو آپ کو چاہیے کہ حاجی صاحب کا رجوع دکھاؤ جو تم قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ لہٰذا حوالہ بالا کو تسلیم کرو۔ پھر اشرف علی تھانوی نے بھی اس کو حاجی صاحب کی تصنیف کہا ہے۔

(اشرف السوانح ج۳ص ۵۵۳)

اب اپنے اشرف علی تھانوی کی سینئے۔ تھانوی لکھتا ہے کہ ۔۔
مجلس مولود کی تعلیمی شان یہ ہے کہ جائز ہے بشرط عدم منکرات کے۔

(ارواح ثلاثہ حکایت نمبر ۴۲۷)

یہی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے :
ذکر ولادت شریف نبوی ﷺ مثل دیگر اذکار خیر کے ثواب اور افضل ہے اگر بدعات اور قبائح سے خالی ہو تو اس سے بہتر کیا ہے۔

(فتاویٰ امدادیہ ج۵ ص ۲۳۰)

پھر کہتا ہے:

کالج میں میلاد جائز بلکہ واجب ہے۔(انفاس عیسی حصہ اول ص ۶۲۲)

اسی طرح المہند میں خلیل احمد۔''مولانا احمد بن خیر مکی'' سے نقل کرتا ہے

مولود شریف اگر عارضی ناپسندیدہ باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب اور شرعا پسندیدہ ہے۔ (المہند ص ۱۲۵)

ایسے ہی مولوی رشید احمد گنگوہی کہتا ہے

اس لیے اپنا قول یہ ہے کہ ہمارے لیے تو اگر مولود شریف اگر کریں جائز بلکہ مستحب ہے۔

(باقیات فتاوی رشیدیہ ص ۵۷۸ دار الکتب ناشران وتاجران کتب یوف مارکیٹ اردو بازار لاہور)

اسی رشید احمد نے خلیل احمد کو کتاب۔تواریخ حبیب الہ دے کر میلاد میں وعظ کے لیے بھیجا۔ (تذکرۃ الرشید ص ۳۵۶ ج ۲)

اسی طرح جب نانوتوی سے میرٹھ میں ایک صاحب نے پوچھا کہ مولوی عبد السمیع تو میلاد کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے؟ نانوتوی نے فرمایا:

انہیں حضور ﷺ سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے مجھے بھی اللہ تعالی نصیب کرے ،

(تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند ص ۱۵، مجالس حکیم الامت ص ۱۲۴)

جواب نمبر۵:

پھر انکا دلیل خاص کا مطالبہ کرنا بھی دھوکا ہے۔ مولوی محمود عالم صفدر لکھتا ہے کہ

دوسرا دھوکہ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ مدعی سے دلیل خاص کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

(انورات صفدر صفحہ ۳۶۳)

اسی طرح مولوی امین کہتا ہے کہ مدعی سے دلیل خاص کا مطالبہ کرنا یہ خالص مرزا قادیانی کی سنت ہے۔

(ملخصاً مجموعہ رسائل صفحہ ۱۶۵)

لہٰذا ہر دلیل پر یہ مطالبہ کرنا کہ صحابہ نے کیا کہ نہیں خالص مرزائی سنت ہے جس پر دیوبندی بخوبی عمل پیرا ہیں۔

نوٹ: مناظرہ کوہاٹ میں مولوی ایوب قادری نے بھی دلیل خاص کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ دکھاؤ کہ امام اعظم نے میلاد منایا امام شافعی نے میلاد منایا۔ تو اپنے مولوی کے فتوے کے مطابق انہوں نے مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کیا۔

اعتراض نمبر ۲:

اس کے بعد مصنف مذکور نے ولادت سرور کائنات کی تحقیق کا عنوان ڈال کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کہ آپ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ہوئی۔

الجواب: پہلی بات ولادت شریفہ ۹ کو ہوئی ہے تو تم ۹ کو میلاد منالو اس میں تو کوئی مسئلہ نہیں ۔ جبکہ یہ لوگ نہ ہی ۹ کو میلاد مناتے ہیں نہ ہی ۱۲ کو۔ کیا اس سے یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ مصنف مذکور کسی حقیقت کے متلاشی نہیں بلکہ اعتراض برائے اعتراض اور امت میں انتشار کا بیج بونے کے لیے لکھ رہے ہیں۔

بہر حال حضرت ابن عباس اور حضرت جابر سے بسند صحیح مروی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۶۰)

پھر اول سیرت نگار امام محمد بن اسحاق تابعی نے بھی یہی تاریخ لکھی ہے۔

(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۵۹)

دیوبندیوں کی مصدقہ کتاب تواریخ حبیب الہ میں بھی یہی قول ہے اور مفتی شفیع بھی اس کے قائل ہیں۔

پھر رہ گئی بات محمود پاشا فلکی کی تو اس کے متعلق شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ

اور محمود پاشا نے جو ۹ تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے، یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے۔ (سیرت خاتم انبیا ص ۱۸)

اعتراض نمبر ۳:

اس کے بعد جناب والا نے شیخ جیلانی کے حوالے سے اعتراض کیا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ۱۰ محرم کو حضور ﷺ پیدا ہوئے اور احمد رضا کہتا ہے جو شیخ کی نظر سے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔اور جو ان کے خلاف کرے اس کی دین و دنیا برباد۔

(مناظرہ کوہاٹ)

جواب: اس کا الزامی جواب یہ ہے کہ غوث پاک کا یہی قول اخبار الاخیار میں بھی ہے اور دیوبندی بھی ۹ ربیع الاول کو پیدائش کا دن مانتے ہیں لہٰذا اپنے کلیے سے ان کی اپنی دنیا و آخرت برباد ہو گئی۔

پھر اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک غنیۃ الطالبین میں تحریف واقعہ ہو چکی ہے امام احمد رضا نے بھی اس کا تذکرہ کیا۔(فتاوی رضویہ ج ۲۹ ص ۲۲۳) پھر انوار شریعت میں بھی یہ موجود ہے کہ یہ غوث پاک کی طرف منسوب ہے اور یہی بات جمیل احمد نذیری دیوبندی نے لکھی ہے۔(رسول اللہ کا طریقہ نماز ص ۲۲۰) لہٰذا یہ اعتراض ساقط ہوا۔

اعتراض نمبر ۴:

اگلا اعتراض کیا کہ جی حضور ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی لہٰذا اس دن ابلیس کے حواری جشن مناتے ہیں۔ (مناظرہ کوہاٹ)

جواب: پہلی بات تو حضور ﷺ کی وفات ۱۲ کو نہیں ہوئی۔ (نشر الطیب، سیرت المصطفی از ادریس کاندھلوی، سیرت خاتم انبیا)

اگر ہوئی ہو بھی تو سوگ تین دن کا ہوتا ہے ۔ سوائے بیوی کے۔اور یہ بھی یاد رکھیں حضور ﷺ ایک لمحہ موت کا ذائقہ اپنی شان کے لائق چکھنے کے بعد زندہ ہیں جیسا کہ المہند اور اس کے علاوہ کئی دیوبندی کتب میں اس کی تصریح ہے۔لہٰذا سوگ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔یہی فتوی دیوبندی عالم شیخ عبد الرحمن نے دیا(روزنامہ جنگ ،۲۷ فروری 1987)پھر جمعہ کے دن ہی حضرت آدم کی پیدائش اور اسی دن آپ کی وفات ہے۔اور جمعہ کو اللہ نے مسلمانوں نے کے لیے عید قرار دیا(ابن ماجہ ۱۰۹۸)

دیوبندی مولوی اشرف علی لکھتا ہے:

یہ وفات بھی امت کے لیے مظہر رحمت الہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہیں تو خود کس درجہ مورد رحمت ہوں گے تو یہ وفات بھی آپ کے لیے بھی نعمت عظمی ہوئی ۔ (نشر الطیب ص ۱۹۲)

پس جب یہ رحمت ہے تو سوگ کیسا؟؟

عید میلاد النبی ﷺ

اعتراض نمبر ۵:

اس کے بعد معترض مذکور نے پھر چالا کی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہی باتیں دہرائیں ہیں جو وہ پہلے کر چکے تھے اس کے بعد یہ اعتراض کیا کہ عیدیں صرف دو ہیں اس عید کا نہ تو ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اصل۔

جواب:

مصنف مذکور کے اس اعتراض کے دو جز ہیں:

ا۔ عیدیں دو ہیں۔ ۲۔ عید میلاد کی اصل نہیں۔

پہلے کا جواب تو یہ کہ غیر مسلمانوں کے مقابلہ میں ہمیں اسلام نے دو تہوار دیے ہیں۔ جنہیں عید الفطر اور عید الاضحی کہا جاتا ہے۔ جبکہ کسی خوشی، فرط مسرت کے موقع کو لفظ عید سے تعبیر کرنا اور منانا شرعی طور پر ممنوع نہیں۔

ا۔ ہر خوشی والا دن عید ہے

عید کے معنی ہیں ہر خوشی والا دن۔ امام راغب اصفہانی کہتے ہیں:

یستعمل العید فی کل یوم فیہ مسرۃ (المفردات ۳۹۳) خوشی والے دن کو عید کہتے ہیں۔

(تفسیر مظہری ج ۲)

والعید یوم السرور (تفسیر خازن ج ا)

پھر مفتی شفیع، اشرف علی نے عید کا معنی ایک خوشی کی بات لکھا ہے۔ اسی طرح عبد الماجد دریابادی نے بھی اس کا ترجمہ ایک جشن کیا ہے۔ صلاح الدین یوسف نے بھی اس کا ترجمہ ایک خوشی کی بات کیا ہے۔

یوم میلاد پر عید کا اطلاق کیوں

اس کی وجہ یہ ہے کہ عید کا لفظ خوشی اور مسرت پر بولا جاتا ہے۔ جس پر ہم مفسرین و محدثین کی گواہیاں پیش کرتے ہیں۔

(۱) ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

العید۔۔۔وقیل یوم السرور (تفسیر مظہری ج۳ص۲۰۵)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

ویطلق علی نفس السرور العائد (ج۶۔۷ص۶۱)

علامہ خازن فرماتے ہیں:

والعید یوم السرور (تفسیر خازن ج۱ص۵۰۱)

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

یستعمل العید فی کل یوم فیہ مسرۃ (مرقاۃ ج۴ص۵۶)

جب ہر خوشی والے دن کو عید کہا جاتا ہے تو اپنے دل سے پوچھئے کہ جب ہر چھوٹی موٹی خوشی عید ہو سکتی اور دستر خوان کا ملنا (سورہ مائدہ ۱۱۴) عید ہو سکتا ہے تو کیا جس دن نبی اکرم ﷺ پیدا ہوئے وہ دن عید نہیں؟

۲۔ دستر خوان کے نازل ہونے پر عید

قرآن مجید فرقان حمید میں موجود ہے کہ

قال عیسی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عید لاولنا واٰخرنا

ترجمہ: عرض کیا عیسی ابن مریم نے کہ اے اللہ! اے پالنے والے! اتار تو ہمارے اوپر دستر خوان تاکہ ہو جائے عید ہمارے اگلوں کے لیے اور پچھلوں کے لیے۔

آیت مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ جس دن کوئی نعمت ملے اس دن کو عید قرار دینا جائز ہے۔
یہاں پر وہابی دیوبندی حضرات استدلال کو سمجھے بغیر لمبی چوڑی گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔
اس آیت سے استدلال صرف اتنا ہے کہ جس دن نعمت ملے اس دن کو عید کہنا جائز ہے۔اسی طرح حضور ﷺ بھی نعمت ہیں لہٰذا آپکی ولادت کے دن کو عید کہنا جائز ہے۔

۳۔آزادی ملنے پر عید

عاشوراء کا دن یہودیوں کیلئے آزادی کا دن تھا،اسے انہوں نے عید بنایا تھا۔
حضرت ابو موسی نے بیان کیا:
کان یوم عاشورآء تعدہ الیہود عیدا(صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۸)
عاشوراء کے دن یہودی عید مناتے تھے۔
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بر سر منبر فرمایا
ان یوم عاشورآء یوم عید(مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۹۱)
یوم عاشوراء میں موسی علیہ السلام کی قوم دشمن سے آزاد ہوئی تو اس دن کو عید قرار دیا گیا اور حضور ﷺ کی ولادت سے تو پورا عالم اسلام آزاد ہوا لہٰذا یہ بدرجہ اولی عید ہو گا۔
بہر حال اس مختصر وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں۔
اور ہم اشر فعلی کا قول نقل کر آئے ہیں کہ ولادت پر فرح جائز ہے تو یہ خوشی کا دن ہے اور عید ہے۔ایک بات اور ذہن میں رکھیئے۔ہم اس کو فقہی عید نہیں بلکہ لغوی اور عرفی عید قرار دیتے ہیں۔پھر اس کی ایک اصل یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے سوموار کا روزہ رکھا(صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۷۵۰)اور ملاں اشر فعلی نے یہ اقرار کیا ہے کہ آپ نے یہ روزہ

اپنی ولادت کی خوشی میں رکھا۔(خطبات میلادالنبی)لہٰذا سرکار ﷺ نے بھی اس دن خوشی منائی تو اس اعتبار سے یہ دن بھی عید ہے۔

۴۔ عید کا روزہ

وہابی حضرات یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ اگر میلاد نبوی کا دن عید ہے تو اس دن روزہ نہ رکھو۔ مگر حضور ﷺ نے رکھا تو اس کو عید نہ کہو کیوں کہ عید کا روزہ نہیں ہوتا۔

جواب: جواب اس کا یہ ہے کہ جمعہ کو حضور ﷺ نے عید قرار دیا ہے جس کا خود وہابیوں کو بھی اقرار ہے ملاحظہ ہو کتاب ہم میلاد کیوں نہیں مناتے ص ۱۶۲ اسی طرح اشرف علی نے بھی اس کو عید تسلیم کیا بہشتی زیور ص ۶۶۸ اور ظاہری بات ہے جمعے کو روزہ رکھنا جائز ہے ۔اب ہم وہابیوں سے یہی اعتراض کرتے ہیں ہیں یا تو جمعہ کا روزہ ناجائز قرار دو یا جمعہ کو عید کا دن نہ کہو۔

اس کا تحقیقی جواب یہ کہ جس طرح جمعہ عرفی عید ہے ایسے ہی میلاد بھی عرفی عید ہے۔اس کے فقہی احکامات نہیں۔

دیکھو اشرف علی تھانوی کہتا ہے جس دن سورت کہف کی تفسیر مکمل ہوئی وہ دن عید ہے۔

(بیان القرآن ج ۲ ص ۲۵۹)

تقی عثمانی لکھتا ہے اس سے بڑھ کر روز عید کوئی نہ ہوتا جب وہ (یعنی ان کے بڑے بھائی) کراچی آتے۔

(نقوش رفتگان ص ۳۱)

اب ہمیں دیوبندیوں سے پوچھنے دیں جب تفسیر مکمل ہو اور بڑا بھائی آئے تو وہ ایام عید قرار دیے جا سکتے ہیں تو حضور ﷺ کی ولادت کا دن کیوں عید نہیں قرار دیا جا سکتا۔

۵۔ عید میلاد کا فقہ میں ذکر

ایک مولوی صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ جی کیا فقہ میں یا حدیث کی کسی کتاب میں عید میلاد کا ذکر ہے ؟؟

میں کہتا ہوں وہابیوں کے پاس دماغ نہیں بھوسہ ہے جب ہم یہ بتا چکے ہیں کہ یہ صرف ایک عرفی عید ہے تو پھر اس قسم کے سوالات پوچھنا نبی اکرم ﷺ سے بغض کا اظہار ہے کہ نہیں۔

اعتراض نمبر ۵:

یہاں ہم پر ایک اور الزام ہے کہ

تم لوگوں کو عید میلاد انگریز نے دی ہے۔ (مناظرہ کوہاٹ و پمفلٹ مذکورہ)

جواب: یہ بالکل جھوٹ ہے بلکہ شروع سے ہی اہل ذوق نے اس دن کو عید قرار دیا۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

فرحم الله امرا اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من فى قبله مرض (المواہب ج ا ص ۲۷)

اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا

اما اهل مكة۔۔۔يزيد اهتمامهم به على يوم العيد (المورد الروی)

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی انگریز کے زمانے میں تھے؟ رہ گیا یہ حوالہ کہ ۱۲ وفات کو ۱۲ میلاد کروایا گیا تو اس کا جواب یہ کہ متحدہ ہندوستان میں ۱۲ وفات کے طور پر مشہور تھی جسکو ۱۲ میلاد سے سرکاری طور پر صرف

ہندوستان میں تبدیل کروایا گیا ورنہ اس سے پہلے دوسرے ممالک خصوصا حرمین شریفین میں سرکار ﷺ کی ولادت پر خوشی منائی جاتی تھی۔اس بات ہم چند شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

مصنف تواریخ حبیب الٰہ کی شہادت

مفتی عنایت احمد صاحب رقم طراز ہیں:

حرمین شریفین اور اکثر بلادِ اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت درود شریف کی کرتے ہیں۔اور بطور دعوت کے کھانا شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔

(تواریخ حبیب الہ ص15)

آگے لکھتے ہیں:

بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں مکان ولادت آنحضرت ﷺ

(تواریخ حبیب الہ ص15)

اسی طرح امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ولا زال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده (مواہب ص ۲۷)

اسی طرح ابن جوزی لکھتے ہیں:

لا زال اهل حرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق و المغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی ﷺ ویفرحون بقدوم هلال شهر ربیع الاول

پھر یہ دائمی عمل ہے کسی کو اس کا موجد قرار دینا بھی حقائق کو مسخ کرنا ہے۔ہماری اس بات شہادتیں تو بہت ہیں مگر ہم نے یہاں پر صرف دو نقل کی ہیں(تفصیل کے لیے آؤ میلاد منائیں کا مطالعہ کریں)پھر جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ قرآن سے ثابت ہے تو انداز بدلتے رہتے ہیں مگر اصل وہی رہتی ہے۔

اعتراض نمبر۶:

جلوس بدعت ہے اس کو صحابہ نے نہیں کیا۔بلکہ تم لوگوں نے ۱۹۳۲میں ایجاد کیا۔ (مناظرہ کوہاٹ)

جواب: یہاں پر ایک بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ہمارا دعوی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت پر کسی بھی جائز طریقے سے خوشی منانا مستحب ہے۔اب اس میں محفل میلاد، جلوس ،چراغاں سب شامل ہیں۔جب یہ بات اوپر ثابت ہو چکی کہ آپ کی ولادت پر خوشی منانا جائز ہے تو اس میں ان سب کا ثبوت بھی ہو گیا۔پھر کسی خوشی کے موقع پر جلوس نکالنا خود صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

مثلاً جب حضرت عمر ایمان لے کر آئے اس وقت جلوس نکالا گیا(تاریخ الخلفا ص ۱۱۴)حجۃ الوداع کے موقع پر جلوس نکالا گیا(زرقانی ج ۳ ۱۰۶)جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آئے تب جلوس نکالا گیا۔(بخاری ج ا ص ۵۵۵)

الغرض کہ خوشی کے موقع پر جلوس منانا صحابہ سے ثابت ہے۔اس کے علاوہ شیخ قطب الدین مکی نے اہل مکہ کا ولادت رسول کے موقع پر جلوس نکالنا لکھا ہے۔(الاعلام باعلام بیت اللہ لاحرام ص ۲۹۸،۲۹۷)

مفتی فرید نے لکھا ہے کہ جلوس عید میلاد جائز ہے۔(فتاوی فریدیہ ج ا ص ۳۱۵)

جن لوگوں نے صحابہ کے جلوس کو بدعت کہا تو ان کو مولوی حق نواز کہتا ہے کہ :
چند سال اپنے فتوے کی توپ بند رکھو۔(حق نواز کی ۱۵ تاریخ ساز تقریریں)
خالد محمود لکھتے ہیں :۔
''حالات کا مشاہدہ بتلاتا ہے کہ یہ تخصیص و تعین شرعی ہرگز نہیں محض ایک تعین انتظامی ہے کیونکہ یہ جلسے صرف بارہ ربیع الاول یا یکم سے بارہ تک کے دنوں سے ہی خاص نہیں بلکہ بسا اوقات کئی مقامات پر ۱۲ ربیع الاول کے بعد بھی ہوتے رہتے ہیں''۔(عبقات ۲۰۰ ناشر دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

دیوبندی مفتی لکھتے ہیں :۔
عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس اس طور پر نکالنا کہ اس میں بدعات و خرافات نہ ہو اور اس کو سنت نہ سمجھا جاتا ہو بلکہ خوشی کی ایک رسم سمجھ کر منایا جاتا ہو تو جائز ہے اور ہمارے بعض بزرگوں کا اس جلوس میں شرکت کرنا یا اس کی سرپرستی کرنا انہی خرافات اور بدعات سے عوام کو بچانے کے لئے ہوتی تھی تاکہ بدعتیوں کے کنٹرول میں نہ آئے''

(ارشاد المفتین؛ جلد اول، مسئلہ نمبر ۲۵۶ ص 411،412)

اعتراضات نمبر ۷:
آخر میں کچھ علما کے حوالے دیے جنہوں نے میلاد کو بدعت کہا ہے۔
جواب: اگر کچھ لوگوں نے میلاد کو بدعت کہا ہے تو کئی سلف صالحین نے اس کو مستحب بھی کہا ہے۔اب رہ گیا یہ مسئلہ کہ جب کچھ اس کے جواز کے قائل اور کچھ اختلاف کے تو کیا کرنا چاہیے تو آؤ اس سوال کا جواب مولوی اسماعیل سے پوچھتے ہیں وہ کہتا ہے۔

اب جب کہ قبر کو بوسہ دینا اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ ثابت ہوا، لہٰذا اگر کوئی متقی عالم وجہ جواز کو ترجیح دے تو اس کے لیے بوسہ قبر جائز ہے یہی حکم ان تمام روایات میں ہے جن میں اختلاف ہے۔

(شاہ اسماعیل اور ان کے ناقد ص ۷۶)

اب ہمیں ان علما مثلاً امام ابن جوزی، شیخ عبد الحق، جلال الدین سیوطی کے تقوی کا ثبوت دینے کی کوئی ضرورت نہیں پھر بھی کسی کو شک ہو تو وہ فضائل اعمال کا صفحہ نمبر ۹۸، سیرت النبی بعد از وصال نبی ج ۵ ص ۲۳۰ اور ج ۷ ص ۲۰، اخبار الاخیار کا مقدمہ یا افاضات الیومیہ کو ملاحظہ کرے۔ بہر حال اسماعیل کے فتوے سے میلاد کا جواز ثابت ہو گیا۔ اب سلف صالحین کے اقوال پیش خدمت ہیں۔ امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبی ﷺ، ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاول ويهتمون اهتمامًا بليغًا على السماع والقراءة لمولد النبی ﷺ، وينالون بذالك أجرًا جزيلاً وفوزًا عظيمًا.

”مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، شام، یمن الغرض شرق تا غرب تمام بلادِ عرب کے باشندے ہمیشہ سے میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی۔ چنانچہ ذکرِ میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اَجر و کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔“

(بیان المیلاد النبوی ص 58)

ابن تیمیہ لکھتا ہے:

''اور اِسی طرح اُن اُمور پر (ثواب دیا جاتا ہے) جو بعض لوگ ایجاد کر لیتے ہیں، میلادِ عیسیٰ میں نصاریٰ سے مشابہت کے لیے یا حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ اُنہیں اِس محبت اور اِجتہاد پر ثواب عطا فرماتا ہے نہ کہ بدعت پر، اُن لوگوں کو جنہوں نے یومِ میلاد النبی ﷺ کو بہ طور عید اپنایا۔''

(ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحیم: ۴۰۴)

اِسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتا ہے:

فتعظیم المولد واتخاذہ موسماً، قد یفعله بعض الناس، ویکون له فیه أجر عظیم؛ لحسن قصدہ، وتعظیمه لرسول اللہ ﷺ، کما قدمته لك أنه یحسن من بعض الناس ما یستقبح من المؤمن المسدد.

''میلاد شریف کی تعظیم اور اسے شعار بنا لینا بعض لوگوں کا عمل ہے اور اِس میں اُس کے لیے اَجر عظیم بھی ہے کیوں کہ اُس کی نیت نیک ہے اور رسول اکرم ﷺ کی تعظیم بھی ہے، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک ایک اَمر اچھا ہوتا ہے اور بعض مومن اسے قبیح کہتے ہیں۔''

(ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحیم: ۴۰۶)

امام ذہبی ملک المظفر کے جشنِ میلاد منانے کے بارے میں لکھتے ہیں:

و أما احتفاله بالمَوْلِد فیقصر التعبیر عنه؛ کان الخلق یقصدونه من العراق والجزیرة . . . و یُخْرِجُ من البَقَر والإبل والغَنَم شیئاً کثیراً فَتُنْحَر وتُطْبَخ الالوان، ویَعْمَل عِدّة خِلَع للصُّوفیة، ویتکلم الوُعّاظ فی المیدان، فینفق أموالاً جزیلة. وقد جَمَعَ له ابن دحیة ''کتاب المولد'' فأعطاہ ألف دینار. وکان مُتواضعًا، خیراً، سُنیّاً،

یحب الفقهاء والمحدثین.... وقال سِبط الجوزی: کانَ مُظفّر الدِّین ینفق فی السنة علی المولد ثلاث مائة ألف دینار، وعلی الخانقاه مائتی ألف دینار.... وقال: قال من حضر المولد مرّة عددت علی سماطه مائة فرس قشلمیش، وخمسة آلاف رأس مشوی، وعشرة آلاف دجاجة، مائة ألف زُبدیة، وثلاثین ألف صحن حلواء.

''الفاظ ملک المظفر کے محفلِ میلاد مصطفیٰ ﷺ منانے کا انداز بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ جزیرۂ عرب اور عراق سے لوگ کشاں کشاں اس محفل میں شریک ہونے کے لیے آتے... اور کثیر تعداد میں گائیں، اونٹ اور بکریاں ذبح کی جاتیں اور انواع واقسام کے کھانے پکائے جاتے۔ وہ صوفیاء کے لیے کثیر تعداد میں خلعتیں تیار کرواتا اور واعظین وسیع و عریض میدان میں خطابات کرتے اور وہ بہت زیادہ مال خیرات کرتا۔ ابن دحیہ نے اس کے لیے ''میلاد النبی ﷺ'' کے موضوع پر کتاب تالیف کی تو اس نے اسے ایک ہزار دینار دیئے۔ وہ منکسر المزاج اور راسخ العقیدہ سنی تھا، فقہاء اور محدثین سے محبت کرتا تھا۔ سبط الجوزی کہتے ہیں: شاہ مظفر الدین ہر سال محفلِ میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا جب کہ خانقاہِ صوفیاء پر دو لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ اس محفل میں شریک ہونے والے ایک شخص کا کہنا ہے کہ اُس کی دعوتِ میلاد میں ایک سو (100) قشلمیش گھوڑوں پر سوار سلامی واِستقبال کے لیے موجود تھے۔ میں نے اُس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بھنی ہوئی سریاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ دودھ سے بھرے مٹی کے پیالے اور تیس ہزار مٹھائی کے تھال پائے۔''

(ذہبی، سیر أعلام النبلاء، 16 : 274، 275، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام (621-630ھ)، 45:402-405)

امام ابن حجر ہیتمی مکی رقم طراز ہیں:

الموالد والاذكار التی تفعل عندنا أكثرها مشتمل على خير، كصدقة، وذكر، وصلاة وسلام على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ومدحه.

"ہمارے ہاں میلاد واَذکار کی جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں وہ زیادہ تر نیک کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں، مثلاً اُن میں صدقات دیئے جاتے ہیں (یعنی غرباء کی اِمداد کی جاتی ہے)، ذِکر کیا جاتا ہے، حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے اور آپ ﷺ کی مدح کی جاتی ہے۔"(، الفتاوي الحديثيه: 202)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وفی قوله تعالى: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ({ FR١٥٨١ }) إشعار بذلك وإيماء إلى تعظيم وقت مجيئه إلى هنالك. قال: وعلى هذا فينبغى أن يقتصر فيه على ما يفهم الشكر الله تعالى من نحو ما ذكر، وأما ما يتبعه من السماع واللهو وغيرهما فينبغى أن يقال ما كان من ذلك مباحًا بحيث يعين على السرور بذلك اليوم فلا بأس بإلحاقه، وما كان حرامًا أو مكروها فيمنع. وكذا ما كان فيه خلاف، بل نحسن فى أيام الشهر كلها و لياليه يعنى كما جاء عن ابن جماعة تمنيه فقد اتصل بنا أن الزاهد القدوة المعمر أبا إسحاق إبراهيم بن عبد الرحيم بن إبراهيم بن جماعة لما كان بالمدينة النبوية على ساكنها أفضل الصلاة وأكمل التحيّة كان يعمل طعامًا فى المولد النبوى ويطعم الناس ويقول: لو تمكنت عملت بطول الشهر كل يوم مولدًا.

ترجمہ: "فرمانِ باری تعالی۔ بے شک تمہارے پاس (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ میں یہی خبر واشارہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے وقت کی تعظیم بجالائی جائے اور اس لیے ضروری ہے کہ اظہارِ تشکر میں مذکورہ صورتوں پر

اکتفا کیا جائے۔ جہاں تک سماع اور کھیل کود کا تعلق ہے تو کہنا چاہیے کہ اس میں سے جو مباح اور جائز ہے اور اس دن کی خوشی میں ممد و معاون ہے تو اُسے میلاد کا حصہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور جو حرام اور مکروہ ہے اس سے منع کیا جائے۔ یونہی جس میں اختلاف ہے بلکہ ہم تو اس مہینے میں تمام شب و روز میں یہ عمل جاری رکھتے ہیں جیسا کہ ابن جماعہ نے فرمایا۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد، قدوہ، معمر ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن جماعہ جب مدینۃ النبی۔ اُس کے ساکن پر افضل ترین درود اور کامل ترین سلام ہو تو میلادِ نبوی کے موقع پر کھانا تیار کر کے لوگوں کو کھلاتے اور فرماتے: اگر میرے بس میں ہوتا تو پورا مہینہ ہر روز محفلِ میلاد کا اہتمام کرتا۔

قلت: وأنا لما عجزت عن الضيافة الصورية كتبت هذه الاوراق لتصير ضيافة معنوية نورية مستمرة على صفحات الدهر غير مختصة بالسنة والشهر وسميته: بالمورد الروى فى مولد النبى ﷺ.

"میں کہتا ہوں: جب میں ظاہری دعوت و ضیافت سے عاجز ہوں تو یہ اَوراق میں نے لکھ دیے تاکہ میری طرف سے یہ معنوی و نوری ضیافت ہو جائے جو زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ باقی رہے، محض کسی سال یا مہینے کے ساتھ ہی خاص نہ ہو۔ اور میں نے اس کتاب کا نام "المورد الروي في مولد النبي ﷺ" رکھا ہے۔"

(المورد الروى فى مولد النبى صلى الله عليه وآله وسلم ونسبه الطاهر: ١٧)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

وقد رؤى أبولهب بعد موته فى النوم، فقيل له: ما حالك؟ فقال: فى النار، إلا أنه خُفّف عنّى كل ليلة اثنتين، فأمصّ من بين أصبعى هاتين ماء. و أشار إلى رأس

أصابعه. وإن ذلك بإعتاق لثويبة عند ما بشرتني بولادة النبي صلى الله عليه وآله وسلم وبإرضاعها له.

ترجمہ: ”اور ابو لہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ پس اُس نے کہا: آگ میں جل رہا ہوں، تاہم ہر پیر کے دن (میرے عذاب میں) تخفیف کر دی جاتی ہے اور اُنگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب میرے لیے) اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خوش خبری دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

(المورد الروي في مولد النبي ﷺ ونسبه الطاهر: 42، 43)

شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی (1564۔ 1624ء) اپنے ”مکتوبات“ میں فرماتے ہیں:

نفس قرآن خواندن بصوتِ حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقه است؟ ممنوع تحریف و تغییر حروفِ قرآن است، والتزام رعایة مقامات نغمه و تردید صوت بآں، به طریق الحان با تصفیق مناسب آن که در شعر نیز غیر مباح است. اگر به نہجے خوانند که تحریفِ کلمات قرآنی نشود... چہ مانع است؟

”اچھی آواز میں قرآن حکیم کی تلاوت کرنے، قصیدے اور منقبتیں پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ ممنوع تو صرف یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور الحان کے طریق سے آواز پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی ناجائز ہے۔ اگر

ایسے طریقہ سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں مذکورہ (ممنوعہ) اَوامر نہ پائے جائیں تو پھر کون سا اَمر مانع ہے؟"

(مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب نمبر: 72)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وقد رؤی أبولهب بعد موته فی النوم، فقیل له: ما حالك؟ قال: فی النار، إلا أنه خُفّف کل لیلة اثنتین، وأمص من بین أصبعی هاتین ماء. وأشار إلی رأس إصبعیه. وإن ذلك بإعتاق لثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی صلی الله علیه وآله وسلم وبإرضاعها له.

قال ابن الجوزی: فإذا کان أبولهب الکافر الذی نزل القران بذمّه جُوزیَ فی النار بفرحه لیلة مولد النبی صلی الله علیه وآله وسلم، فما حال المسلم من أمته یسر بمولده، ویبذل ما تصل إلیه قدرته فی محبته صلی الله علیه وآله وسلم؟ لعمری! إنما کان جزاؤه من الله الکریم أن یدخله بفضله جنات النعیم.

ولا یزال أهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده صلی الله علیه وآله وسلم ویعملون الولایم ویتصدقون فی لیالیه بأنواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون فی المبرّات ویعتنون بقراءة مولده الکریم ویظهر علیهم من مکانه کل فضل عمیم.

ومما جرّب من خواصه أنه أمان فی ذلك العام وبشری عاجل بنیل البغیة والمرام، فرحم الله امرأ اتخذ لیالی شهر مولده المبارك أعیاداً لیکون أشد غلبة علی من فی قلبه مرض وعناد.

"ابو لہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا: اب تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا: آگ میں جل رہا ہوں، تاہم ہر پیر کے دن (میرے عذاب میں) تخفیف کر دی جاتی ہے اور اُنگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب میرے لیے) اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت کی خوش خبری دی اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ بھی پلایا تھا۔

"ابن جوزی کہتے ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اَجر میں ابو لہب کے عذاب میں بھی تخفیف کر دی جاتی ہے جس کی مذمت (میں) قرآن حکیم میں (ایک مکمل) سورت نازل ہوئی ہے۔ تو اُمتِ محمدیہ کے اُس مسلمان کو ملنے والے اَجر و ثواب کا کیا عالم ہو گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عشق میں حسبِ اِستطاعت خرچ کرتا ہے خدا کی قسم! میرے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو (اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منانے کے طفیل) اپنے فضل کے ساتھ اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائے گا۔

"اور ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ دستور رہا ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، اس کی راتوں میں صدقات و خیرات اور خوشی کے اِظہار کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کریں۔ اس موقع پر وہ ولادت باسعادت کے واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔

"میلاد شریف منانے کے خصوصی تجربات میں محفلِ میلاد منعقد کرنے والے سال بھر امن و عافیت میں رہتے ہیں اور یہ مبارک عمل ہر نیک مقصد میں جلد کامیابی کی بشارت کا

سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب بہ طور عید مناتا ہے، اور جس (بدبخت) کے دل میں عناد اور دشمنی کی بیماری ہے وہ اپنی دشمنی میں اور زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔''

(ما ثَبَتَ مِن السُّنّة فی أیّام السَّنَة : ٦٠)

شاہ عبد العزیز لکھتے ہیں:

''اور ماہِ ربیع الاول کی برکت حضور نبی اکرم ﷺ کی میلاد شریف کی وجہ سے ہے۔ جتنا اُمت کی طرف سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام اور طعاموں کا نذرانہ پیش کیا جائے اُتنا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں کا اُن پر نزول ہوتا ہے۔''

(فتاویٰ عزیزی ج1 ص163)

مفتی عنایت احمد کاکوروی لکھتے ہیں:

''ماہِ ربیع الاول روز دوشنبہ کو آپ ﷺ کے سبب سے شرفِ عظیم حاصل ہوا۔ حرمین شریفین اور اکثر بلادِ اِسلام میں عادت ہے کہ ماہِ ربیع الاول میں محفلِ میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت درود کی کرتے ہیں، اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ اَمر موجبِ برکاتِ عظیمہ ہے اور سبب ہے اِزدیادِ محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ کے۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ متبرک محفل مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں مکانِ ولادتِ آنحضرت ﷺ میں۔'' (تواریخ حبیب الہ ص15)

مفتی کاکوروی ابولہب کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو لہب کو بعد موت کے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، اُس نے کہا کہ عذابِ شدید میں مبتلا ہوں مگر ہمیشہ شب دوشنبہ کو درمیانِ انگشتِ شہادت اور وسطیٰ سے۔ کہ اشارے سے اُن کے میں نے ثویبہ کو بسبب پر نچانے بشارتِ ولادتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کیا تھا۔ کچھ پانی چوسنے کو مل جاتا ہے کہ اس سے ایک گونہ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

''علمائے محدثین نے بعد لکھنے اِس روایت کے لکھا ہے کہ جب ابو لہب سے کافر کو جس کی مذمت قرآن شریف میں بتصریح وارِد ہے بسببِ خوشیٔ ولادت شریف کے تخفیفِ عذاب ہوئی تو جو مسلمان خوشی ولادت شریف سے ظاہر کرے خیال کرنا چاہیے کہ اُس کو کیسا ثوابِ عظیم ہوگا اور کیا کیا برکات شاملِ حال اُس کے ہوں گے۔''

(تواریخ حبیب الہ ص16)

عبد الحیٔ فرنگی محلی لکھتے ہیں:

''پس جب ابو لہب ایسے کافر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو گئی تو جو کوئی امتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی قدرت کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں خرچ کرے کیوں کر اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچے گا، جیسا کہ ابن جوزی (510۔579ھ) اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی (958۔1052ھ) نے لکھا ہے۔'' (مجموعہ فتاویٰ ج2 ص282)

محفلِ میلاد کے اِنعقاد کے لیے دن اور تاریخ متعین کرنے کے بارے آپ لکھتے ہیں:

''جس زمانے میں بہ طرزِ مندوب محفل میلاد کی جائے باعثِ ثواب ہے اور حرمین، بصرہ، شام، یمن اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفلِ میلاد

اور کارِ خیر کرتے ہیں اور قرأت اور سماعت میلاد میں اہتمام کرتے ہیں۔اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان ممالک میں میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں اور یہ اعتقاد نہ کرنا چاہیے کہ ربیع الاول ہی میں میلاد شریف کیا جائے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔"

(عبدالحئ مجموعہ فتاوی ج2ص283)

چند مزید اعتراضات کا جواب پیش خدمت ہے۔

کیا صحابہ نے جشن میلاد منایا

الجواب: اس کا تفصیلی جواب بھی اوپر ہو گیا۔پھر یہ کہنا کہ جی ایسی عبادت جو صحابہ نے نہ کی ہو وہ بدعت ہے؟؟ تو اس کا جواب یہ کہ مولوی اشرف علی نے لکھا کہ

حضور ﷺ کا ذکر عین عبادت ہے۔(میلاد النبی ص ۹۵)

تو جب حضور کا ذکر عبادت ہے تو کیا صحابہ نے کیا کہ نہیں کیا؟؟ کیا اور یقیناً کیا۔ ملاحظہ ہو (صحیح مسلم و مسند امام احمد بن حنبل ص ج ۴ ص ۹۲) اور اوپر بھی یہ حوالہ گزر چکا کہ خود حضور ﷺ نے اپنی ولادت پر روزہ رکھا۔

(صحیح مسلم رقم: ۱۹۷۷، ابوداود رقم: ۲۰۷۱)

اعتراض: امام شاطبیؒ نے کہا کہ عید الفطر اور عید الاضحی کے علاوہ کسی اور دن کو عید قرار دینا بدعت ہے؟؟

جواب: تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں اصطلاحی عیدیں ہیں اور کسی اور دن کو اصطلاحی عید قرار دینا بدعت ہے عرفی نہیں۔ورنہ جمعہ یا یوم عرفا کو عید کہنا بھی بدعت ہو گا؟؟

اعتراض نمبر ۵:

۱۰ محرم کو میلاد نہ منانے سے دین و دنیا برباد ہو جاتیں ہیں کیوں کہ یہ غوث پاک کے قول کی مخالفت ہے۔

اس کا جواب بھی اوپر ہو چکا یہاں صرف اتنا عرض ہے کہ غنیہ میں جہاں یہ نقل کیا ہے وہاں قول کا قائل مجہول ہے اور وہاں صاف صاف لکھا ہے و قال بعضھم ۔۔ اب معترض کا یہ فرض کر لینا کہ بعضھم سے شیخ جیلانی مراد ہیں تو یہ ان کی سینہ زوری ہے۔

اعتراض: آج تک یہ فیصلہ ہی نہیں ہو سکا کہ میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟؟

جواب: یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ میلاد مجموعی طور پر ایک مستحب عمل ہے۔ تاہم اس میں ہونے والے افعال بعض مستحب بعض مباح اور بعض واجب کے زمرے میں آتے ہیں۔ مثلاً نعمت رب پر خوشی منانے کا حکم ہے اس لحاظ سے یہ واجب۔ اور مروجہ ہیئت سے کرنا بدعت حسنہ اور کیوں کہ اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اس لیے یہ مباح ہے۔

مستحب: ہم بتا چکے کہ میلاد مجموعی طور پر مستحب ہے۔

سنت: مستحب سنت کی ہی ایک قسم ہے (علیکم بسنتی ص ۶)

بدعت حسنہ: جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں وہ سنت ہی ہے (فتاوی رشیدیہ ص ۸۸ ج ۱)

واجب: جب کسی مستحب پر واجب کا اطلاق ہوتا ہے تو تاکید کے لیے نہ کہ فقہی طور پر۔ علامہ عینی شرح ابو داؤد میں لکھتے ہیں و مثل ہذا واجب یسمی وجوب الاختیار والاحتسان۔ اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی تہجد کو واجب کہنے کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ واجب سے مراد واجب اصطلاح نہیں بلکہ واجب لغوی یعنی موکد۔ (السنۃ الجلیلہ ص ۱۱۱)

باقی تمام علمانے اس کو مستحب ہی لکھا ہے۔دیکھو مولوی انور شاہ کاشمیری نے حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کو واجب قرار دیا ہے (انوار الباری ج ۲ ص ۴۳۳) جب کہ یہ ایک مستحب عمل ہے۔اب اس پر دیوبندی کیا عرض کریں گے ؟؟

اعتراض: میلاد بشر کا ہوتا ہے۔(مناظرہ کوہاٹ)

جواب: وہابی دیوبندی حضرات عام طور پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جی میلاد تو بشر کا ہوتا ہے اور تم نبی کو بشر نہیں مانتے۔تو جواباً عرض ہے کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت الحمد للہ ہم نبی اکرم کو بے مثل بشر مانتے ہیں۔اور جو اس کا انکار کرے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔لہٰذا یہ اعتراض ہم پر فٹ نہیں ہوتا۔پھر خود وہابی ابوایوب لکھتا ہے:

ظاہر ہے بریلوی حضرات نبی اکرم کی بشریت کا میلاد مناتے ہیں۔

(۵۰۰ باادب سوالات صفحہ ۵۳)

اس کو کہتے اپنے منہ اپنا تھپڑ۔اسی طرح مفتی مختار الدین لکھتا ہے:

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ بریلوی بھی نبی اکرم ﷺ کی بشریت کے قائل ہیں۔

(راہ محبت ص ۳۴)

آگے لکھتے ہیں:

اس طرح بعض بریلوی علما نبی اکرم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں...... تو ایسے الزامات لگانا ان کے ساتھ بہت زیادتی اور ظلم ہے۔ (راہ محبت ص ۴۰)

مولوی سرفراز کہتا ہے:

بلاشک اکثر بریلوی صاحبان جملہ حضرات انبیاء کرام کو اور آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو جنس اور نوع کے لحاظ سے بشر آدمی اور انسان ہی تسلیم کرتے ہیں۔

(اتمام البرھان حصہ سوئم ص ۲)

اسی طرح تین دیوبندی متفقہ طور پر اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قدیم بریلویت میں یہ مسئلہ اتفاقی ہے دیکھئے جاء الحق بہار شریعت فتاوی افریقہ وغیرہ ان سب میں لکھا ہے کہ نبی انسان ہوتے ہیں۔(انصاف ص ۴۹)

فردوس شاہ قصوری لکھتا ہے:

البتہ مسئلہ اور اور درجہ کے عقیدہ میں بریلوی علماء کی کتابیں بھی گواہ ہیں کہ رسول اللہ بشر ہیں۔ (چراغ سنت ص ۲۹۴)

اسی طرح غیر مقلدوں کے مولوی صاحب لکھتے ہیں:

قائدین بریلویہ کے فتوی وفیصلہ اور عقیدہ کہ رسول بشر ہوتے ہیں۔

(مقیاس حقیقت ص ۱۲۶)

خالد محمود لکھتے ہیں:

ورنہ اہلسنت میں بریلوی اکابر ہرگز بشریت کے منکر نہیں تھے۔

(عبقات صفحہ ۶۱)

اعلی حضرت سب انبیاء کرام کو جنس بشر ہی میں سے سمجھتے تھے۔

(پانچ مسائل ص ۴۶)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ ہم نبی اکرم کو بشر تسلیم کرتے ہیں۔

اعتراض: کیا اگر مستحب عمل میں برائیاں جمع ہوں تو اس کو بند کر دینا چاہیے۔(مناظرہ کوہاٹ)

اس کا جواب یہ کہ اگر کسی عمل میں منکرات شرعیہ مل جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا۔ وہ حرام تب ہو گا جب ان منکرات کے بغیر اس کا تصور ہی نہ ہو۔ اور اگر منکرات شرعیہ اس میں داخل ہو جائیں تو ان منکرات کو دور کیا جائے گا۔ دیکھو شامی میں ہے

ولا تترك لما يحصل عندها من منكرات و مفاسد كاختلاط الرجل بالنساء وغيرها لان القربات لا تترك لمثل ذلك بل على الانسان فعلها و انكار البدع

یعنی زیارت قبور اس لئے مت چھوڑ دے کہ وہاں ناجائز کام ہوتے ہیں جیسے مرد عورت کا خلط کیونکہ ان جیسی ناجائز باتوں سے مستحبات نہیں چھوڑے جاتے بلکہ انسان پر ضروری ہے کہ زیارت قبور کرے اور بدعت کو روکے۔

اسی طرح امداد المشتاق میں ہے:

اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(امداد المشتاق ص 91، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اس کے حاشیے میں تھانوی کہتا ہے کہ البتہ اصرار کرنا کہ تارکین سے نفرت زیادتی ہے۔

(امداد المشتاق ص 92، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

نوٹ: یاد رہے یہ کتاب تھانوی نے ۱۳۴۳ میں لکھی۔

حضور کی آمد ہے اور جوتیوں سے استقبال کرتے ہیں

ہم کہتے ہیں لعنت ہیں گستاخوں پر۔ ہم نعلین لگا کر استقبال نہیں بلکہ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ہم تو اس نعلین کی شبیہ سے بھی لاکھوں درجہ کم تر ہیں اور یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے ہمیں اپنا ثناخواں بنایا ہے۔ باقی خود تھانوی نے ادب و شوق طبعی کے

ساتھ نقش رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور اس کی تکریم بجالانے کی اجازت دی ہے۔(بوادر النوادر ص ۱۴۱۳)

خاص دنوں کو یاد رکھنا حدیث سے ثابت

جاوید رضا خان

یوم موسیٰ علیہ السلام منانے کی ہدایت

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودِ مدینہ کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے بتایا کہ اس دن اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کو فتح اور فرعون کو اس کے لاؤ لشکر سمیت غرق نیل کرتے ہوئے بنی اسرائیل کو فرعون کے جبر و استبداد سے نجات عطا فرمائی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالی کا شکر بجالاتے ہوئے اس دن روزہ رکھا لہذا ہم بھی اسی خوشی میں روزہ رکھتے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک نبی ہونے کی حیثیت سے) میرا موسیٰ پر زیادہ حق ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہونے والی نعمت خداوندی پر اظہار تشکر کے طور پر خود بھی روزہ رکھا اور اپنے تمام صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

(بخاری کتاب الصوم باب صیام یوم عاشوراء، ۲:۷۰٤، رقم: ۱۹۰۰)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل اپنی قومی تاریخ میں وقوع پذیر ہونے والے خوشی کے وہاں کیا کی یاد روزہ رکھ کر مناتے تھے اور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خوشی کے ان لمحات کو یاد کرتے ہوئے روزہ رکھا۔

یہاں دیوبندیوں کے اعتراض ختم ہو جاتا ہے جو کہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس دن پیدا ہوئے وہی دن مبارک تھا. اس کے بعد ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو میلاد منانا بدعت ہے اب اس دن کوئی برکت نہیں._ تو ایسے وہابی دیوبندیوں کو دیکھنا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو یہودیوں نے عمل کیا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ فرمایا اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ یہودیوں فتح تو ایک ہی بار ہوئی یہ تم بار بار فتح کی خوشی میں روزہ رکھتے ہو یہ بدعت ہے. لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ خود بھی اس دن موسیٰ علیہ السلام کو ملنے والی نعمت کے تشکر میں روزہ رکھا رکھا اور اپنے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بھی حکم فرمایا:_____ پتا چلا جس دن کوئی اللہ کی نعمت ملے اس دن خوشی کے اظہار کے لئے نیک عمل کرنا اور اس دن کو یاد رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(**نوٹ**: یاد رہے کہ دیوبندیوں کو دن منانے پر اعتراض ہے اسکا جواب دیا ہے دیوبندی اس پر غور کرے. اب یہ مت کہنا کہ فلاں فلاں جگہ یہ خرافات ہوتی. اس کے جواب میں سن لیں خرافات پر کسی نے میلاد کا اطلاق نہیں کیا جو کرے اسکا ذمہ دار وہ خود ہے۔)

دیوبندیوں کے نزدیک دیسی کوا کھانے پر ثواب

محمد ممتاز تیمور قادری رضوی

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

مسئلہ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانیوالے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہو گا یا نہ ثواب ہو گا۔

الجواب: ثواب ہو گا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج2ص130، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)

(س33) شرع کا کیا حکم ہے کہ کوا دیسی جو عموما بستیوں میں پایا جاتا ہے حلال ہے یا حرام؟ فقہاء نے بعض اقسام کوے کو حلال لکھا ہے اور بعض کو حرام اب یہ دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کوا قسم حرام میں ہے یا حلال میں؟ بینوا تو جروا

(ج) کتب فقہ میں تعیین اقسام غراب میں الفاظ مختلف ہیں مگر جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوارک پر ہے پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقعق نہ ہو تو بھی اس کی حلت میں شبہ نہیں اس لئے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاست و غلہ و دانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلت بھی مثل عقعق کے معلوم ہو گی خواہ اس کو عقعق کہا جاوے یا نہ کہا جاوے۔

(تذکرۃ الرشید ج1ص256)

جس زمانہ میں آپ نے دیسی کوے کی حلت کا فتویٰ دیا اور اس پر جہلا میں شور و غوغا اٹھا ہے تو آپ نے بارہا فرمایا کہ مجھ کو کیا خبر تھی کہ اس میں حق تعالیٰ نے اس قدر اجر رکھا تھا۔

(تذکرۃ الرشید ج2ص89)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوئی کہ دیوبندیوں کے نزدیک دیسی کوا حلال ہے اور عقعق نہیں، اور یہ کوا فاسق ہونے کے سبب حرام ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله ﷺ قال: خمسٌ من الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يُقْتَلنَ فی الحَرَمِ: الغرابُ، وَالحِدَأَةُ، وَالعقرَبُ، وَالفَأْرَةُ، وَالكَلْبُ العَقُورُ وفی رواية: يقتل خَمْسٌ فَوَاسِق فی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ پانچ جانور کے کل فاسق ہیں ان کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا کوا، چیل، بچھو، چوہا اور بائولا کتا۔

(بخاری ج1ص246 حدیث نمبر 4543)

عن عائشة رضی اللہ عنها أن رسول الله ﷺ قال: الحية فاسقة، و العقرب فاسق، والفأرة فاسقة۔ فقيل للقاسم: أيوئكل الغراب؟ قال: من يأكله بعد قول رسول اللہ ﷺ فاسقا''

[رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سانپ فاسق ہے، بچھو فاسق ہے، چوہا فاسق ہے۔ قاسم سے پوچھا گیا: کیا کوا کھایا جاتا ہے؟ کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ کے اس کے فاسق کہنے کے بعد اس کو کون کھا سکتا ہے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 3249)

عن ابن عمر من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ ﷺ فاسقا واللہ ما ھو من الطبیات

(سنن ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ کوے کو کون شخص کھا سکتا ہے جبکہ حضور ﷺ اس کو فاسق فرما چکے ہیں۔ قسم بخدا وہ حلال جانوروں میں سے نہیں۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کوے وغیرہ کو فاسق اس لئے فرمایا ہے کہ یہ حلال جانوروں کے حکم سے خارج ہے اس کو حرم میں قتل کرنا حلال اور اس کا کھانا حرام ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری ج4 ص408)

ان دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کہ کوا کھانا حرام ہے، ہمارے معاند کی جانب سے جو حوالہ جات پیش کئے گئے ان میں عقعق کی بات ہے، جبکہ گنگوہی صاحب دیسی کوے کی حلت پر ثواب بتلا رہے ہیں، جس کا عقعق سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا ہمارے معاند کے پیش کردہ تمام دلائل غیر متعلقہ ہیں۔